مجلّہ طلوعِ اسلام کا اجراء 1938ء میں علامہ اقبالؒ کے ایماء اور قائداعظمؒ کی خواہش پر عمل میں آیا۔

قرآنی ربوبیت کا پیامبر

طلوعِ اسلام

ماہنامہ ___________ لاہور

خط و کتابت: ناظم ادارہ طلوعِ اسلام (رجسٹرڈ) 25-بی گلبرگ۔2 لاہور 54660

ٹیلی فون: 876219 فیکس: 92-42-5764484

فہرست مشمولات

لمعات	ادارہ	2
انفاق	محمد آصف	7
اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 50 سال	حنیف وجدانی	22
کشت خیال	متفرق	26
اوکاڑہ میں بھی	ادارہ	30
احتساب خویش	ڈاکٹر اسلم نوید	37
Why Is Islam The Only True Deen	ڈاکٹر منظور الحق	64

قارئین کو یہ دیکھ کر خوشی ہوگی کہ مجلّہ طلوعِ اسلام اپنے دورِ ثانی سے پاکستان کے ساتھ قدم بقدم چل رہا ہے۔

انتظامیہ چیئرمین: ایاز حسین انصاری۔ ناظم۔ محمد لطیف چوہدری
مدیر مسول: محمد لطیف چوہدری۔ مجلس ادارت: میجر محمد یوسف ڈار۔ محمد عمر دراز۔ ڈاکٹر صلاح الدین اکبر۔
ناشر: عطاالرحمن ارائیں۔
طابع: خالد منصور نسیم۔ مطبع: النور پرنٹرز 3/2 فیصل نگر ملتان روڈ لاہور۔
مقام اشاعت: B-25 گلبرگ 2 لاہور-54660

جلد 50 شمارہ 05- مئی 1997ء

بدل اشتراک

ایشیاء، افریقہ، یورپ 600 روپے آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا 800 روپے اندرون ملک فی پرچہ = 15 روپے سالانہ 170 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمعات

قانون ساز اداروں کی خدمت میں

مملکتیں وجود میں آتی ہیں' مملکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ سلطنتیں قائم ہوتی ہیں' سلطنتیں فنا ہو جاتی ہیں۔ حکومتیں بنتی ہیں، حکومتیں ٹوٹتی ہیں۔ یہ تاریخ کی گردش دولابی ہے جو شروع سے آج تک جاری و ساری ہے۔ حکومتوں کے نفع بخش کارناموں کی یاد اُنؔ کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے۔ ان کے مرتب اور نافذ کردہ قوانین اپنی مدت العمر ختم کرنے کے بعد صفحہ تاریخ سے مٹ جاتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے قوانین لے لیتے ہیں۔ اس تبدیلی میں کچھ زیادہ عرصہ نہیں لگتا کیونکہ زمانے کے تقاضے جلدی جلدی بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن کوئی حکومت جو لکیریں مذہب کے نام سے کھینچ دیتی ہے ان کی عمر بڑی دراز ہوتی ہے اور (اگر وہ غلط تھیں تو) ان کی تباہ کاریوں کا سلسلہ بھی مدتِ مدید تک جاری رہتا ہے۔ یہ اس لئے کہ مذہب کا تعلق انسان کے لطیف ترین جذبات سے ہوتا ہے اور ان کے پیدا کردہ نقوش مٹتے مٹتے بھی صدیاں لے لیتے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اپنے دور کا طویل ترین مارشل لاء اُٹھانے سے پہلے اسمبلیاں توڑنے کا اختیار اپنے پاس رکھنے کے لئے آئین میں آرٹیکل 58(2)B کے نام سے ایک نئی شق داخل کروائی جس کے تحت 1988ء میں محمد خان جونیجو (مرحوم)' 1990ء میں محترمہ بے نظیر' 1993ء میں میاں محمد نواز شریف اور 1996ء میں بارِ دِگر محترمہ بے نظیر کی حکومتیں اور اسمبلیاں توڑ دی گئیں۔ اس دوران ہر حکومت کی یہ کوشش رہی کہ یہ ترمیم ختم ہو جائے لیکن بھرپور مینڈیٹ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی حکومت بھی یہ قدم نہ اٹھا سکی' تاآنکہ یکم اپریل 1997ء کو مسلم لیگ اور اس کی اتحادی جماعتوں کی موجودہ حکومت نے اس ترمیم کو ختم کر دیا جس سے قوم نے بالعموم اور سیاستدانوں نے بالخصوص سکھ کا سانس لیا۔

1973ء کے آئین کی بحالی کی طرف اس پہلے قدم پر ہم ان تمام سیاستدانوں اور بہی خواہانِ ملّت کو مبارک باد پیش کرتے ہیں جنھوں نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کام میں حصہ لیا اور ان کی توجہ ایک ایسی ترمیم کی طرف دلاتے ہیں جس نے مسلمان قوم میں فرقہ واریت کو آئینی تحفظ فراہم کر کے ملک کے سنجیدہ طبقوں کو وقفِ اضطراب کر رکھا ہے۔

دستورِ پاکستان کی شق (آرٹیکل) (1) 227 میں کہا گیا ہے۔

> "تمام موجودہ قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق وضع کیا جائے گا جو
> قرآن و سُنّت میں مذکور ہیں اور کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو ان

احکام کے خلاف ہو"

اس سے مترشح ہوتا ہے کہ کسی قانون کے اسلامی ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کے مطابق ہو۔

اس کے بعد صدارتی حکم نمبر 14 مجریہ 18 ستمبر 1980ء کی رُو سے مندرجہ بالا آرٹیکل میں ترمیم ان الفاظ میں کر دی گئی۔

وضاحت: جب ان قوانین کا اطلاق مسلمانوں کے کسی فرقہ کے پرنسپل لاز (شخصی قوانین) پر ہو گا تو قرآن و سُنت سے مُراد اس فرقہ کی اپنی تعبیر ہو گی۔

غور کیجئے! دستور کی شق 227 میں ایک طرف تو یہ کہا گیا ہے کہ ملک کے تمام قوانین " قرآن و سنت " کے مطابق ترتیب دیئے جائیں گے اور آئندہ کوئی ایسا قانون بنایا ہی نہیں جائے گا جو " قرآن و سنت " کے خلاف جاتا ہو اور دوسری طرف اِسی شق کے " وضاحتی نوٹ " میں اس اصول کی یہ کہہ کر خود ہی نفی کر دی کہ ہر مذہبی فرقہ، شخصی (Personal) قوانین کی حد تک، قرآن و سُنت کی اصطلاح کی تعریف و تعبیر اپنے اپنے فرقے کی فقہ و روایات کے مطابق کر سکتا ہے۔ گویا اسلام کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک کے دستور میں مذہبی فرقوں کے وجود کو نہ صرف یہ کہ آئینی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے بلکہ ایک ہی مملکت میں رہتے ہوئے ہر مذہبی فرقے کو، شخصی قوانین کی حد تک ہی سہی، الگ الگ قانونی ضابطوں پر چلنے کی اجازت بھی دے دی گئی ہے اور اس طرح دین کی وحدت کو شخصی اور پبلک لاز میں تقسیم کر کے فرقہ پرستی کے بارے میں قرآن کے واضح احکام کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی گئی ہیں۔

فرمان خداوندی ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَٰتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (3/105)

اور تم نے ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے تفرقہ کیا اور اختلاف کیا، بعد اِس کے کہ ان کے پاس واضح احکام آ گئے تھے۔ انہی کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔

رسول اللہؐ سے کہا گیا ہے کہ۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ (6/160)

وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور گروہ در گروہ ہو گئے، تیرا (اے رسولؐ) ان سے کچھ واسطہ نہیں۔

اور یہ واضح کر دیا کہ

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ......(3/103)

اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقہ پیدا مت کرو۔

یوں بھی ملتِ اسلامیہ میں مسلمان اُمتِ واحدہ کے افراد ہوتے ہیں اور سب کے سب ایک ہی ضابطۂ قوانین کے تحت زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ ضابطۂ قوانین قرآنِ مجید کی ابدی اور غیر متبدل حدود کے اندر رہتے ہوئے اُمت کے باہمی مشورے سے اپنے زمانے کے تقاضوں کے مطابق وضع کیا جاتا ہے اور اس ضابطۂ قوانین کا نفاذ مملکت کی سنٹرل اتھارٹی کی طرف سے ہی ہو سکتا ہے۔ یہی تھا وہ مقصد جس کے لئے ہندوستان میں رہتے ہوئے جداگانہ مملکت کی ضرورت پیش آئی اور ایک الگ ملک، پاکستان حاصل کیا گیا۔

یاد کیجئے! قوانین، اسلامی حکومت کی طرف سے مرتّب و نافذ ہوں گے تو ان کا اطلاق تمام اُمّت پر یکساں ہو گا، اِس سے اُمت میں کوئی فرقہ پیدا نہ ہو گا۔ جب یہ قوانین افراد (فقہا) کی طرف سے مدوّن ہوں گے تو ان کا اطلاق صرف ان کی فقہ کے متبعین پر ہو سکے گا۔ اس طرح اُمّت میں مختلف فرقے پیدا ہوں گے اور جو فرقے پہلے سے موجود ہیں وہ اور بھی مستحکم ہوں گے، حالانکہ اسلام کا مقصود اور اس کے عملی نظام کی غایت یہ ہے کہ نوعِ انسانی کے اختلافات و افتراقات کو ختم کر کے اسے آسمانی اقدار کی بنیاد پر ایک عالمگیر برادری بنا دیا جائے (2/213)۔ ان اختلافات کو مٹانے کے لئے آسمانی رُشد و ہدایت (قرآنِ مجید) ہمارے پاس موجود ہے۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ قرآنی تعلیم کو عام کر کے پہلے مسلمانوں کے اور پھر تمام انسانوں کے تفرقے مٹاتے چلے جائیں۔ اس کا عملی طریق یہ ہو گا کہ قرآنِ حکیم کے مقرر کردہ ضابطۂ حیات کو تمام اختلافی معاملات میں آخری سند تسلیم کیا جائے اور اس کے تحت قانون سازی کا کام قانون ساز اداروں کے سپرد ہو اور اختلافی امور کا فیصلہ ملک کی اعلیٰ عدالتیں کریں جو قرآنی احکام کی پابند ہوں گی۔ قرآنِ حکیم نے اسلام کو "اللہ کا دین" کہا ہے (5/2) رسول اللہؐ پہلے اللہ کے اس دین پر خود ایمان لائے (2/285) اسی کو اپنا وظیفۂ حیات بنایا اور اسی کو نافذ کیا (46:9) اور یہی حضورؐ کا کبھی نہ بدلنے والا طریق (یعنی سنت) تھا۔ یہی تھا وہ دین جو اُس اسلامی مملکت کا دستور تھا جسے رسول اللہؐ نے مدینہ میں قائم فرمایا تھا۔ اِسی اسوۂ حسنہ کی ہمیں تقلید کرنی تھی لیکن ہم نے کیا کیا۔ 26 سال کے غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا کہ ہمارے قوانین قرآن و سُنّت کے مطابق ہوں گے اور اس کے بعد 7 سال کے اندر اندر فرقہ پرست علماء کا یہ مطالبہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ قانون سازی کے لئے قوم جسے چاہے منتخب کرے اور وہ جو قوانین چاہیں بنائیں، ہمارے متبعین کے شخصی معاملات پر ان کے بنائے ہوئے قوانین تو ایک طرف "قرآن و سُنّت" کا اطلاق بھی ہماری مرضی کے خلاف نہ ہو سکے گا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے جس ملک میں حکمرانی کے اختیارات بیک وقت دو طاقتوں میں بٹے ہوئے ہوں وہاں اتحاد، محبت اور یگانگت کا خواب کیونکر شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے؟

ہماری حالت بھی عجیب ہے۔ ایک طرف ہمارے ہاں مذہبی تعصب اور فرقہ وارانہ نخوت آخری کناروں کو چھو رہی ہے۔ ہر ہفتے کوئی سُنّی قتل ہوتا ہے یا کوئی شیعہ گولیوں سے بھون دیا جاتا ہے۔ فرقوں کے نام پر الگ الگ "سپاہ" وجود میں آ چکی ہیں۔ ہر کس و ناکس دل کی گہرائیوں سے محسوس کر رہا ہے کہ آبروے اسلام خطرے میں ہے لیکن ہمارے مذہبی پیشوا اس بات پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں کہ قوم کفر پر متحد ہو جائے تو اُن کی بلا سے' "قران و سُنّت" پر وہ قوم کو کبھی متفق نہیں ہونے دیں گے۔ شاید اس لئے کہ آئین میں آرٹیکل 227 کے وضاحتی نوٹ کی رُو سے اسلام کے اندر اپنے متبعین کے تصورات و اعتقادات میں تفریق قائم رکھنا ان کا آئینی حق ہے۔ لہٰذا یہ وضاحتی نوٹ جو سیاسی مصلحتوں کی پیداوار ہے اور جس کا خمیازہ قوم اس حد تک بھگت چکی ہے کہ آج مسجد تک میں جانے سے پہلے اہلِ خانہ کو وصیت کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہے' جلد سے جلد ختم ہونا چاہیئے۔

فرقہ واریت کے آتش فشاں پر کھڑی اس قوم سے اگر تھوڑی سی بھی ہمدردی ہے تو قانون ساز اداروں کو ان حالات کا از خود نوٹس لیتے ہوئے ایسے سب چور دروازے بند کرنا ہوں گے جن سے فرقہ واریت کے جراثیم قوم کے جسم میں داخل ہو کر پیار' محبت اور یگانگت کی فضا کو متاثر کر رہے ہیں۔

ماہنامہ میثاق اپریل 1997ء کے مطابق تنظیم اسلامی کے امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بھی "تکمیل دستور اسلامی" کی ملک گیر مہم کا آغاز کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام میں قانون کا بنیادی اصول سورۃ النساء کی آیت 59 کے حوالے سے یوں سمجھا جا سکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ

"اے اہلِ ایمان' اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ؐ کی اور اپنے میں سے اولی الامر کی"

اور اگر کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے تو اس آیت کے اگلے حصے کے مطابق

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ .....

"اور اگر تم کسی معاملے میں آپس میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف پھیر دو"

اللہ اور اس کے رسول ؐ کی طرف پھیر دینے سے مراد قرآن اور سنّتِ رسول ؐ کی طرف رجوع کرنا ہے۔ لیکن یہ کون طے کرے گا کہ یہ معاملہ قرآن اور سنّت سے متجاوز ہوا ہے یا نہیں ؟ ڈاکٹر صاحب کے نزدیک یہ بات عدلیہ طے کرے گی اور عدلیہ کا فیصلہ حتمی ہو گا اور قانون ساز ادارے اس فیصلے کے مطابق قانون سازی کرنے کے پابند ہوں گے۔

اس کے لئے باقاعدہ مہم کا آغاز کرتے ہوئے انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ دستور کی دفعہ 203 (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعہ وفاقی شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء مسلم پرسنل لاء

اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

ہمیں ڈاکٹر صاحب کی رائے سے اس حد تک تو اتفاق ہے کہ عدلیہ مکمل طور پر خود مختار ہو اور قرآن و سنت* کے مطابق کئے گئے اس کے فیصلوں کا اطلاق پاکستان میں بسنے والے سب مسلمانوں پر یکساں ہو' لیکن ہمیں حیرت ہوئی کہ ڈاکٹر صاحب نے دستور کے آرٹیکل 227 کے وضاحتی نوٹ کے متعلق کچھ نہیں کہا جو عدلیہ پر یہ پابندی عائد کرتا ہے کہ کوئی فیصلہ کرتے وقت عدلیہ قرآن و سنت کے متن کو نہیں بلکہ اس کی اس تعبیر کو سامنے رکھے گی جو مدعی کے فرقے کو قابل قبول ہو اور عدالت کے فیصلے کے مطابق جو بھی قانون بنے گا اس کا اطلاق بھی اسی فرقے پر ہو گا جس فرقے کی تعبیر کے مطابق' یہ فیصلہ دیا گیا ہے۔ آئین میں اس توضیح کی موجودگی میں نہ تو کوئی فیصلہ ہو سکے گا اور نہ ہی قانون سازی کے عمل کو ہمہ گیر بنانا ممکن ہو گا۔ پرسنل لاز جس کا اطلاق پاکستان کے تمام مسلمان شہریوں پر ہوتا ہو' کے استثناء کو بقول ڈاکٹر صاحب اگر ختم کر بھی دیا جائے تو بھی آرٹیکل (2)227 کے وضاحتی نوٹ کی موجودگی میں عدالت کوئی فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق کیونکر کر سکے گی اور اس فیصلے کے تحت پورے ملک کے لئے قانون سازی کیونکر ہو سکے گی۔ قرآن و سنّت کو "شیعہ" اور "سنّی" فرقوں کے پیمانوں پر پرکھنے کی پابندی جب تک ختم نہیں ہو گی' نہ عدالت کچھ کر سکے گی نہ قرآن و سنّت کا وقار بحال ہو گا۔ لہٰذا ہم چاہیں گے کہ قوانین کو پرکھنے کے لئے عدالت کو "قرآن و سنّت" کی پابندی کے علاوہ ہر اُس پابندی سے آزاد کیا جائے جو قانون سازی کی راہ میں رکاوٹ اور قوم کو مزید فرقوں میں بانٹنے کا باعث بن سکتی ہو۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ آرٹیکل 203 (ب) میں کی گئی استثنیات کے ساتھ ساتھ آرٹیکل 227 میں شامل کیا گیا وضاحتی نوٹ بھی ختم کیا جائے تاکہ نبیٔ اکرمؐ کو روزِ محشر اللہ کے حضور ہمارے متعلق یہ شکایت نہ کرنی پڑے کہ اے میرے رب! یہ ہے میری وہ قوم جس نے قرآن کو "مہجور" (پابند) کر رکھا تھا۔

و قال الرسول یرب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا ○ (25/30)

● ● ● ●

☆ ہمارے نزدیک سنت کا مفہوم اس کے علاوہ کچھ اور نہیں جسے خود حضور نبی اکرمؐ نے اپنی لسان مبارک سے بیان فرمایا ہے یعنی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی (میرا کبھی نہ بدلنے والا طریق یہ ہے کہ) میں صرف اسی کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کیا جاتا ہے۔

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انفاق

محمد آصف (لیکچرار شماریات)

نظامِ انفاق کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

1- مال و دولت کو اجتماعی مفادِ انسانیہ کے لئے کھلا رکھنا

2- دولت کو اس انداز سے گردش دینا کہ وہ امیروں کے گھروں میں ہی نہ پھرتی رہے۔ (59/7)۔

3- افرادِ معاشرہ کو معاشی عدم تحفظ کے خوف سے بتدریج آزاد کرانا۔

4- معاشی مسائل کو نجی سطح پر اس انداز سے حل کرنا کہ کسی شخص کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔

5- نظامِ انفاق کے قیام کی صورت میں امت مسلمہ میں اخوت و محبت کو فروغ دینا۔

❁ ❁ ❁ ❁

قرآن کریم نے انسان کی پیدائش کے سلسلے میں کہا ہے۔

وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ○ (32/7)

(خدا کے عالمِ امر میں اس اسکیم کے طے پا جانے کے بعد) انسان کی تخلیق کی ابتدا طین (یعنی بے جان مادہ) سے ہوئی۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ○ (32/8)

(اس کے بعد یہ کاروانِ حیات مختلف مراحل طے کرتا ہوا اس وادی میں آن پہنچا جہاں) افزائش نسل بذریعہ تولید (یعنی نر اور مادہ کے اختلاط سے) ہوئی۔

اس مرحلہ تک یہ طریقِ تخلیق حیوانات اور انسانوں میں مشترک تھا۔ لیکن جب سلسلۂ ارتقاء آگے بڑھا تو انسان کو خدا نے ایک امتیازی خصوصیت سے نوازا جس کے متعلق فرمایا۔

وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ (32/9)

پھر خدا نے انسان کو اپنی روح (یعنی الوہیاتی توانائی) کا ایک شمّہ عطا کر دیا۔

اس الوہیاتی توانائی (جسے نفس۔ انا۔ خودی یا انسانی ذات بھی کہتے ہیں) کے اضافہ سے انسان پھر دیگر مخلوقات سے بالکل الگ اور ممتاز مخلوق بن کر اپنے ارادہ، فیصلہ اور عمل کا ذمّہ دار قرار پا گیا۔

لہٰذا قرآن کی رُو سے انسان مشتمل ہے:

(1) جسم اور (2) انسانی ذات پر۔

قرآنی تصورِ حیات کی رُو سے انسانی زندگی کا مقصد " انسانی ذات " کی نشو و نما ہے۔ سورہ الشمس میں

ہے۔

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ○ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ (91/7-10)

(مفہوم) "نفس انسانی اور وہ قوتیں جو اس میں توازن اور تقویت پیدا کرتی ہیں اس پر شاہد ہیں کہ اس کے اندر اس امر کی صلاحیت رکھ دی گئی ہے کہ یہ چاہے تو (غلط روش پر چل کر) اپنے اندر انتشار پیدا کر لے اور چاہے تو تربیت پا کر مستحکم سے مستحکم تر ہوتی چلی جائے۔ سو جس نے اسے مفاد پرستیوں کے بوجھ تلے دبائے رکھا اور ابھرنے نہ دیا اس کی انسانی صلاحیتیں خوابیدہ کی خوابیدہ رہ گئیں۔ اس کا شعلۂ زندگی افسردہ ہو گیا۔"

آیئے اب اس بات کا جائزہ لیں کہ انسانی ذات کی نشو و نما کا طریق کیا ہے؟ انسانی جسم کی پرورش تو طبعی قوانین کی رُو سے ہوتی ہے لیکن انسانی ذات کی نشو و نما ان اصول و ضوابط کی رُو سے ہوتی ہے جنہیں مستقل اقدارِ خداوندی کہا جاتا ہے۔ یہ مستقل اقدار غیر متبدل اور ابدی ہوتی ہیں جو ہر دَور میں بنی نوع انسان کو بذریعہ وحی ملتی رہی ہیں لیکن کسی نہ کسی وجہ سے محفوظ نہ رہ سکیں اور اب آخری بار قرآنِ کریم میں دی گئی ہیں جو محفوظ صورت میں بنی نوع انسان کے پاس موجود ہے۔ اگر انسان ان مستقل اقدارِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرے تو اس کی ذات کی نشو و نما ہو جاتی ہے اور اگر وہ ان سے انحراف کرے تو اس کی ذات میں ضعف یا انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے وہ مستقل اقدار خداوندی جن کی رُو سے انسانی ذات کی نشو و نما ہوتی ہے متعدد ہیں لیکن ان سب میں ایک مستقل قدر ایسی ہے جس کے گرد باقی تمام اقدار گردش کرتی ہیں۔ یہ قدر ہے **رب العالمین** یعنی تمام کائنات کی ربوبیت۔

قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت میں ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (1/1) ہر قسم کی حمد و ستائش خدا ہی کے لئے ہے جو تمام کائنات کی ربوبیت کا ذمہ دار ہے۔

جب خدا کی یہی صفتِ ربوبیت انسانوں کی دنیا میں آئے گی، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انسانی ذات اسی صورت میں حمد و ستائش کے قابل قرار پائے گی جب وہ دوسرے انسانوں کی نشو و نما کا ذریعہ بنے گی۔

سورۃ الاعلیٰ میں ہے۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○ (87/15)

اسی کی ذات حمد و ستائش کے قابل قرار پاتی ہے جو خدا کی صفت ربوبیت کو عملاً متشکل کرتا اور زندگی کے ہر گوشے میں اس کے قانون کے پیچھے چلتا ہے۔

قرآن کریم ایک ایسے معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے جس میں تمام افراد معاشرہ انفاق (یعنی اپنی محنتوں کے ماحصل کو ربوبیت عامہ کیلئے کھلا چھوڑ دینے) کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔

قرآن کریم میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جن میں رب کائنات نے امت مسلمہ کو مال و دولت میں سے انفاق کرنے کی ترغیبات و ہدایات دی ہیں۔

سورۃ آل عمران میں ہے۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ ○ (3/92)

اگر تم زندگی کی وسعت و کشادگی چاہتے ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنی محنتوں کا عزیز ترین ماحصل، ربوبیت عامہ کے لئے کھلا چھوڑ دو۔ جو کچھ تم اس طرح ربوبیت عامہ کیلئے صرف کرو گے، خدا کو اس کا علم ہو گا۔ اس لئے تمہارا کوئی عمل نظر انداز نہیں ہونے پائے گا۔

انفاق (اپنی محنت کے ماحصل کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا رکھنے میں) بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ ہم دوسروں کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن یہ در حقیقت اپنی ذات کے لئے خرچ کرنا ہوتا ہے۔

وَاَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (64/16)

(مفہوم) "مال و دولت میں سے جو کچھ تم کھلا رکھتے ہو، وہ در حقیقت تمہاری اپنی ہی ذات کے کام آتا ہے۔ اس سے تمہاری نگاہوں میں ایسی کشادگی پیدا ہو جائے گی جس سے تم اس کوشش میں نہیں لگے رہو گے کہ دوسروں کو پیچھے دھکیل کر خود آگے بڑھ جاؤ اور اس طرح سب کچھ اپنے لئے سمیٹ لو ---- مفاد خویش کی تنگ نظری انسان کو یہی سکھاتی ہے کہ کھیتی اسی کی سر سبز ہوتی ہے جو دوسروں کی پرواہ کئے بغیر اپنے کھیت کو سیراب کرے اور ہمارا قانون ربوبیت یہ ہے کہ کھیتیاں ان کی پروان چڑھتی ہیں جو دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دیں"

" **انفاق فی سبیل اللہ** " کو کھیتی کی مثال کے ذریعے سمجھاتے ہوئے قرآن کریم نے کہا۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ (2/261-262)

(مفہوم)　نظام خداوندی کے قیام کے لئے اپنی محنت کی کمائی کو کھلا رکھنا' درحقیقت بیج ڈال کر کھیتی اگانا ہے۔ ظاہر بین نگاہیں دیکھتی ہیں کہ بیج کا دانہ مٹی میں مل کر ضائع ہو گیا۔ لیکن کسان کی دُور رس نگاہوں کو نظر آتا ہے کہ اس ایک دانہ میں کس قدر بالیں پیدا ہوں گی اور ہر بال میں کس طرح سینکڑوں دانے پیدا ہوں گے۔ اس طرح اللہ کا قانونِ مشیت ہر اس قوم کے لئے جو اس پر عمل پیرا ہو' ایک ایک کے سو سو کر کے دیتا ہے۔ اس لئے کہ خدا کا قانون بڑی فراخیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور یکسر علم و حقیقت پر مبنی ہے۔ جو لوگ نظام خداوندی کے قیام کے لئے اپنی کمائی کو کھلا رکھتے ہیں اور اس کے بعد انہیں اس کا خیال تک بھی نہیں آتا کہ اس سے انہوں نے کسی پر احسان کیا ہے اور نہ ہی وہ اس سے دوسروں کے لئے خواہ مخواہ کی مصیبت بن جاتے ہیں۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی محنتوں کا معاوضہ اور قربانیوں کا صلہ اس نظام کے قیام کی شکل میں ملتا ہے جس میں انہیں نہ کسی خارجی خطرہ کا خوف رہتا ہے اور نہ داخلی کشمکش یا احتیاج کے خیال سے غمگین اور افسردگی"

قرآن کریم میں انفاق درحقیقت بخل کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ بخل سے مراد ہے کہ اپنی ذات تک محدود رکھنا۔ روک لینا۔ جمع کرنا۔

سورۃ النسا میں ہے

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○ (4/37)

"بخیل لوگوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ سب کچھ اپنے لئے سمیٹ کر رکھتے ہیں اور کسی کو کچھ نہیں دینا چاہتے۔ پھر ایسے قوانین و ضوابط بناتے ہیں جس سے معاشرہ کی عام روش یہی ہو جائے اور بخل کو معیوب ہی نہ سمجھا جائے اور یوں ہر شخص ان چیزوں کو اپنے لئے چھپا چھپا کر رکھتا چلا جائے جو اس خدا کے فضل و کرم سے عطا ہوئی ہیں۔ یاد رکھو! جو لوگ خدا کی نعمتوں کی ناسپاس گزاری کرتے ہیں--- اور ناسپاس گزاری یہ ہے کہ انہیں چھپا چھپا کر رکھا جائے اور نوع انسان کی پرورش کے لئے صرف نہ کیا جائے۔ ان کی اس روش کا نتیجہ درد انگیز تباہی ہے۔

○○○

قرآن نے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ جو قوم نظام انفاق کی بجائے بخل کو اختیار کرے گی تو خدا اس کی جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا جو ان جیسی نہیں ہو گی۔

هٰاَنْتُمْ هٰۤؤُلَاۤءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْا اَمْثَالَكُمْ ○ (47/38)

"تم میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنے مال و دولت کو نوع انسانی کی پرورش کے لئے کھلا رکھو تو وہ بخل کرتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے

> کہ جو شخص اس معاملہ میں بخل سے کام لیتا ہے تو وہ بخل خود اس کی اپنی ذات کے خلاف ہوتا ہے۔ اللہ تمہارا محتاج نہیں (کہ تم اسے نہ دو گے تو اس کی ضرورت رکی رہ جائے گی) تم اس نظام کے محتاج ہو۔ بہرحال اسے اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر تم نے اس نظام سے رُوگردانی کی تو وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم لے آئے گا جو تمہارے جیسی نہیں ہو گی"

قرآنی تعلیم کا منشاء یہ ہے کہ لوگ انفاق کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ تاکہ کسی ضرورت مند کی کوئی ضرورت روپے پیسے کی کمی کی وجہ سے رُکی نہ رہ جائے۔

اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ ○ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ○ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ○ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ○ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ○ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ○ عَلَیْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ○ (14-20/90)

(مفہوم) (نظام انفاق قائم کرو تاکہ) جس دور میں مستبد قوتیں رزق کے سرچشموں کو اپنی ملکیت میں لے کر عوام کے لئے بھوک اور درماندگی کو عام کر دیں' وہ نظام لوگوں کے رزق کی فکر کرے جو معاشرہ میں ہزارہا انسانوں کے قریب رہتے ہوئے بھی' اپنے آپ کو تنہا اور بے یارو مددگار پائیں یا ان لوگوں کے رزق کی' جنہیں اس حالت تک پہنچا دیا گیا ہو کہ وہ محض روٹی کی خاطر مٹی میں رلتے رہیں۔ (یعنی سرمایہ داروں کے محتاج رہ کر ان کے لئے محنت و مشقت کے کام کرتے رہیں) یہ راستہ بڑا دشوار گذار اور یہ منزل بڑی کٹھن ہے۔ لیکن اس پر چل کر انسان ان لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے جو خدا کے نظام ربوبیت پر یقین رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں کہ وہ اس باب میں ثابت قدم رہیں اور خدا کے عطا کردہ سامان نشو و نما میں دوسروں کو بھی شریک کریں۔ یہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو صاحب یمن و سعادت ہیں۔ انہیں ہر قسم کی برکات حاصل ہوں گی۔ اس کے برعکس جو لوگ ہمارے قوانین سے انکار کر کے تن آسانی کا راستہ اختیار کرتے ہیں ان کے حصے میں ناکامیاں اور محرومیاں آتی ہیں۔ یہ اس جہنمی معاشرہ میں رہتے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی۔

" نظام انفاق " ایسا نظام نہیں کہ [illegible] یہ دل کی کامل رضا مندی سے قائم ہونے والا نظام ہے۔ یہ ہو کا [illegible] واجبات کو جنہیں یہ از خود اپنے اوپر عائد کریں گے' نہایت عمدگی سے [illegible]

سورۃ الدھر میں ہے۔

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ○ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ

اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ○ فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّ سُرُوْرًا ○ (76/7-11)

(مفہوم) یہ لوگ انفاق کی ذمّہ داری برضا و رغبت اپنے سر پر لیتے ہیں اور پھر اسے نہایت خندہ پیشانی سے پورا کرتے ہیں۔ انہیں ہر وقت اس کا احساس رہتا ہے کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو معاشرہ ایسی شکل اختیار کر لے گا جس میں چاروں طرف شر ہی شر پھیل جائے گا۔ (ہر طرف فساد ہی فساد رُونما ہو جائے گا۔ ساری فضا اس سے متأثر ہو جائے گی۔ اس کی چنگاریاں اُڑ کر دُور دُور تک پہنچ جائیں گی) وہ اس عالمگیر فساد کو روکنے کے لئے "نظامِ انفاق" کا قیام عمل میں لاتے ہیں۔ یعنی ایسا انتظام کرتے ہیں کہ جو لوگ کام کاج کے قابل نہ رہیں یا جو معاشرہ میں تنہا (بے یار و مددگار) رہ جائیں یا جو کسی اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں۔ انہیں سامانِ رزق بہم پہنچتا رہے' حالانکہ انفرادی مفاد پرستی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان سب کچھ سمیٹ کر اپنے ہی لئے رکھ لے۔ وہ ان جذبات کے علی الرغم دوسروں کی پرورش کی فکر کرتے ہیں۔ وہ جن کے لئے یہ کچھ کرتے ہیں ان سے کہہ دیتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ ایسا کرنے سے ہم تمہارے سر پر "احسان" دھرتے ہیں ۔ قطعاً نہیں۔ ہم اس کے بدلے میں تم سے کچھ نہیں چاہتے۔ حتیٰ کہ ہم شکریہ تک کے بھی متمنی نہیں۔ ہم اسے اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یوں سمجھو کہ اس میں خود ہمارا اپنا فائدہ ہے اس سے ہماری ذات کی نشو و نما ہوتی ہے اور یہی انسانی زندگی کا مقصود ہے۔

(اور جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے) ہم یہ انتظام اس لئے کرتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ایسی فضا پیدا ہو جائے گی جس میں زندگی کی شادابیاں جھلس کر رہ جائیں گی اور شجرِ حیات افسردہ وپژمردہ ہو جائے گا۔ اور ہر طرف ایسی مصیبتیں اور پریشانیاں پھیل جائیں گی جن سے لوگوں کے ماتھے پر شکنیں پڑ جائیں۔ اطمینان و مسرت کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا کا قانونِ ربوبیت انہیں اس قسم کے دَور کی ہلاکت سامانیوں سے بچا لیتا ہے اور مسرتیں اور بشاشتیں انہیں گلے لگا لیتی ہیں۔

قرآن کی رُو سے وہ لوگ مومن ہی نہیں بلکہ پکے مومن ہیں جو نظامِ انفاق کا قیام عمل میں لاتے ہیں۔

اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ مَغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ (8/3-4)

جو لوگ قوانین خداوندی پر مبنی نظام قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق کو نوع انسان کی پرورش و نشو و نما کے لئے کھلا رکھتے ہیں تو یہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ ان کے ربّ کے ہاں ان کے مدارج بہت بلند ہیں۔ اس نظام میں انہیں ہر طرح کا تحفظ حاصل ہو گا اور عزت کی روٹی ملے گی۔

ہدایات برائے انفاق

انفاق کرتے وقت درج ذیل ہدایات کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

1- انفاق (اپنی محنتوں کے ماحصل کو ربوبیت عامہ کے لئے کھلا چھوڑ دینے) کے وقت ذاتی مفاد پرستی کے جذبات سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (2/268)

(مفہوم) اس مقام پر یہ بھی سمجھ لو کہ تمہارے انفرادی مفاد کے خیالات تمہیں یہ کہہ کر ڈرائیں گے کہ اگر تم نے اپنے مال و دولت کو نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھا تو تم مفلس اور نادار ہو جاؤ گے۔ اس لئے تم اپنا پیسہ اپنے پاس رکھو۔ لیکن یاد رکھو! خدا کا نظام ربوبیت تمہیں ہر قسم کی احتیاج سے محفوظ رکھنے اور خوشحالی کی زندگی بسر کرانے کی ضمانت دیتا ہے اور یہ ضمانت اس بنا پر دیتا ہے کہ یہ نظام اس خدا کا ہے جو بڑی وسعتوں کا مالک ہے اور اس کی ہر بات علم و حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔

2- ریاکاری (دوسروں کی نگاہ میں بڑا بننے) کی خاطر دولت خرچ کرنے کا نتیجہ کچھ نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَىْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (2/264)

اے دعوتِ پیروانِ ایمانی! اگر تم نظامِ خداوندی کے قیام کے لئے کچھ دے کر احسان جتاتے پھرو اور دوسروں کے لئے مصیبت بن جاؤ تو اس سے تمہارا انفاق تعمیری نتائج کی بجائے تخریبی نتائج پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔ دیکھنا! تم ایسا نہ کرنا۔ یہ کچھ تو وہی شخص کر سکتا ہے جسے قوانینِ خداوندی کی صداقت اور مستقبل کی زندگی پر یقین نہ ہو۔ لیکن اس خیال سے کہ میں نے انہی لوگوں میں رہنا ہے' اس لئے ان سے بنا کر رکھنا ضروری ہے' اس مد میں کچھ دیدے۔ اس انفاق کی مثال یوں سمجھو' جیسے کسی سخت چٹان پر یونہی ذرا سی مٹی جم جائے (اور یوں دکھائی دے کہ وہ بڑی عمدہ زمین ہے جس میں اچھی کھیتی اُگے گی لیکن) جب اس پر بارش کا ایک تیز سا چھینٹا پڑے تو سب مٹی بہہ جائے اور نیچے چٹان باقی رہ جائے۔ اس طرح (ایک

دانہ سے سینکڑوں دانے ملنا تو ایک طرف) فصل کاشت کرنے میں جس قدر محنت صرف ہوئی تھی وہ بھی اکارت چلی جائے۔ یاد رکھو! جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان نہ رکھیں (اور محض لوگوں کے دکھاوے کے لئے نیک کام کریں) تو ان پر فلاح و سعادت کی راہیں کشادہ نہیں ہوتیں۔

3- انفاق کرتے وقت کسی اور جذبہ کی آمیزش تو ایک طرف، ذرا سی آلائش بھی نہ ہو کیونکہ اس سے انفاق کا عمل رائیگاں چلا جاتا ہے۔

5- وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَاۤءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ○ (4/38)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو مال و دولت کو خرچ تو کرتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ وہ خدا کے عالمگیر نظام ربوبیت کی صداقت، قانونِ مکافاتِ عمل اور موت کے بعد زندگی کے مسلسل آگے بڑھنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ محض لوگوں میں اپنی نمود و نمائش کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اس کا جذبہ محرکہ اپنی **ایغو** کی تسکین ہوتا ہے۔ اور بس۔ سو ظاہر ہے کہ جس عمل کی بنیاد اس قسم کے پست جذبات پر ہو اس کا نتیجہ کس طرح خوشگوار ہو سکتا ہے۔

6- وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ○ (4/39)

یہ محض نگاہ کا پھیر اور پست ذہنیت کا مظاہر ہے ورنہ اگر یہ لوگ خدا کی متعین کردہ مستقل اقدار کی صداقت اور قانونِ مکافات پر یقین رکھتے اور دولت کو انہی مقاصد کے لئے صرف کرتے، نہ کہ اپنی نمود و نمائش کی خاطر، تو ان پر کونسی قیامت ٹوٹ پڑتی؟ لیکن خدا کو خوب علم ہے کہ انسان کس جذبہ کے ماتحت کوئی کام کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ (4/40)

اور چونکہ ہر عمل اس مقصد کے مطابق نتیجہ پیدا کرتا ہے، جس کے لئے وہ کیا جائے، اس لئے جو لوگ اپنی نمود و نمائش کے لئے دولت خرچ کرتے ہیں، اگر میزانِ خداوندی میں ان کے اس عمل کا کوئی وزن نہیں ہوتا تو یہ ان پر ظلم و زیادتی نہیں ہوتی۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم اور زیادتی نہیں کرتا۔ انہوں نے لوگوں کو دکھانے اور ان میں بڑا بننے کے لئے یہ کچھ کیا۔ ان کا مقصد حاصل ہو گیا۔ اگر ان کا مقصد قانونِ خداوندی کی اطاعت ہوتا تو یہ ایسا حسنِ عمل تھا جس کا بدلہ ان کے صرفِ کردہ مال سے کئی گنا زیادہ ملتا، اس سے معاشرہ میں خوشگوار نتائج پیدا ہوتے اور ان کی اپنی ذات کی نشو و نما ہوتی۔ یہ ہے وہ اجرِ عظیم جو قانونِ خداوندی کی رُو سے ملتا ہے۔

4- انفاق کا جذبہ محرکہ "لِوَجْهِ اللّٰه" ہو کچھ اور نہ ہو۔

وَ مَا تُنْفِقُوْنَ مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ (2/272)

جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے اس کا فائدہ خود تمہاری اپنی ذات کو ہو گا، بشرطیکہ یہ کچھ اللہ کی رضا مندی کے لئے ہو، اس کا جذبہ محرکہ کچھ اور نہ ہو۔ یوں جو کچھ تم خرچ کرو گے' وہ تمہیں پورا پورا واپس مل جائے گا۔ اس میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو گی۔

5- انفاق کے لئے افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی جائے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ○ (25/64)

یہ لوگ اپنی متاع کو اس نظم و ضبط کے ساتھ صرف کرتے ہیں کہ نہ کہیں ضرورت سے زیادہ خرچ ہو جائے اور نہ ہی ضرورت رُکی رہے۔ وہ افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

6- ربوبیتِ عامہ کے لئے انفاق کی صورت یہ ہونی چاہیے کہ۔

لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ○ (76/9)

نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی امید۔

نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے اپنے مال و دولت کو کھلا رکھنے کا صلہ یہ ہے کہ

تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (2/265)

اس سے انسان کی ذات میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے۔

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ○ (84/9)

جس سے یہ پھر اُخروی زندگی کی مزید ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

علامہ اقبال ؒ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

زندگانی ہے صدف، قطرۂ نیساں ہے خودی
وہ صدف کیا کہ جو قطرے کو گہر نہ کر سکے
ہو اگر خود نگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی نہ مر سکے

ان تصریحات سے واضح ہے کہ وہ سعادت مند افراد جن کا قرآنی تصور حیات پر ایمان ہو گا۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہو گی کہ وہ اپنے مال و دولت کو نوع انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھیں تاکہ ان کی ذات کی نشو و نما ہو جائے اور اس طرح وہ حیاتِ جاوداں حاصل کر لیں۔

○○○

نظامِ انفاق کا قیام

ارشادِ خداوندی ہے۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (24/56)

نظامِ صلوٰۃ قائم کرو اور اپنے معاشرہ کو ان خطوط پر متشکل کرو۔ جن سے نوع انسان کو زیادہ سے زیادہ سامان نشو و نما ملتا جائے۔ (یہ چیز انفرادی نہیں بلکہ اجتماعی ہے۔ یہ سب کچھ ایک نظم و ضبط کے تابع ہو گا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے اجتماعی نظام کے مرکز) رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم پر نوازشاتِ خداوندی کی بارش ہو گی۔

موجودہ حالات میں نظامِ انفاق کے قیام کی عملی شکل درج ذیل ہو گی۔

1۔ قرضِ حسنہ کا فروغ :

2۔ صدقات کا فروغ :

3۔ العفو کا فروغ :

○○○

1۔ قرض حسنہ کا فروغ

قرض اس مال کو کہتے ہیں جو دوسروں کو ان کی ضروریات پوری کرنے کے سلسلہ میں واپسی کی شرط پر دیا جائے۔

نظامِ سرمایہ داری کے پیدا کردہ بدترین اثرات سے بچنے کے لئے افرادِ معاشرہ کو ایک دوسرے سے قرض لینے کی ضرورت پڑے گی۔ اسی لئے قرآن کریم نے حکم دیا ہے کہ :

وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ ○ (5/12)

اپنی دولت کو بطور "قرضِ حسنہ" اللہ (یعنی نظامِ خداوندی) کی تحویل میں دے دو جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہارے معاشرہ کی ناہمواریاں دُور ہو جائیں گی اور تم اپنے لئے ایسا سدا بہار جنتی معاشرہ متشکل کر لو گے جس میں تمہیں خوشحالی، آسودگی اور خوشگواری کی ایسی جنتی زندگی نصیب ہو جائے گی جس کی شادابی اور تازگی کبھی نہیں مرجھائے گی۔ لیکن جو شخص اس روش سے انکار اور سرکشی اختیار کر کے اپنی خود ساختہ روش پر چل نکلے گا تو زندگی کی ہموار راہیں اس کی نظروں سے اوجھل ہو جائیں گی اور وہ اپنی منزل مقصود سے بہت دُور جا پڑے گا۔

○○○

2- صدقات کا فروغ

صدقہ اس مال و دولت کو کہتے ہیں جو بغیر کسی واپسی کی اُمید کے ضرورت مند افراد کے لئے کھلا رکھا جائے۔

سورۃ البقر میں ہے۔

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (2/271)

ضرورتمند افراد معاشرہ کی مدد کے لئے جو کچھ تم دیتے ہو اسے کھلے بندوں (نظام کے حوالے کر) دو تو بھی اچھا ہے اور اگر اہلِ حاجت تک چپکے سے پہنچا دو تو بھی ٹھیک ہے۔ یہ چیزیں ہر صورت میں تمہاری ناہمواریوں اور کمزوریوں کو دُور کر دیں گی۔۔۔۔۔ اور ایسا ضرور ہو کر رہے گا کیونکہ خدا کا قانونِ مکافات تمہارے ہر عمل سے باخبر ہے۔ صدقات کے فروغ کی دو صورتیں ہوں گی۔

1- انفرادی سطح پر صدقات کا فروغ :
2- اجتماعی سطح پر صدقات کا فروغ :

1- انفرادی سطح پر صدقات کا فروغ

ارشاد خداوندی ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۗ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (2/215)

" اے رسولؐ ! تمہارے ساتھی تم سے پوچھتے ہیں کہ مال و دولت کو کہاں صرف کرنا ہو گا۔ ان سے کہو کہ اس پروگرام کی ابتداء سب سے پہلے اپنے گھروں میں اپنے والدین سے کرو۔ پھر اپنے گھر کی چار دیواری کو وسیع کر کے اپنے گردو پیش میں بسنے والے اقرباء پر خرچ کرو' پھر اور آگے بڑھو تو ان پر خرچ کرو' جو معاشرہ میں بے یار مددگار رہ گئے ہیں' نیز ان پر جن کا چلتا ہوا کاروبار رک گیا ہو' پھر اس سلسلہ کو اپنی بستی سے آگے بڑھاؤ اور باہر سے آنے والے ان پر افراد پر خرچ کرو جنہیں مدد کی ضرورت لاحق ہو جائے' تم ان لوگوں کی ضروریات کو پورا کرو اور اس پر یقین رکھو کہ جو کچھ بھی تم دوسروں کی بھلائی کے لئے کرو گے۔ وہ سب اللہ کے علم میں رہے گا' اس میں سے ذرّہ برابر بھی بے نتیجہ نہیں رہنے پائے گا۔ "

دوسرے مقام پر ضرورتمندوں کی پہچان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم نے فرمایا۔

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ○ (2/273)

" مال و دولت ان حقیقی ضرورتمندوں کے لئے ہے جن کی سیرت کی پختگی کی وجہ سے استغناء کا یہ عالم

ہو کہ نا واقف یہی سمجھے کہ ان کے پاس بہت کچھ ہے۔ انہیں کسی چیز کی کمی نہیں۔ البتہ جاننے والے انہیں ان کے چہروں پر نمودار ہو جانے والے اثرات سے پہچان لیں۔ یہ لوگ لپٹ لپٹ کر مانگنے والے نہیں ہوتے۔ ان لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لئے تم جو کچھ دو گے' اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہو گا۔"

صدقات کو فروغ دیتے وقت بہت زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے' نہیں تو صدقات کے ضائع ہو جانے کے خطرہ ہے۔

فرمان ربی ہے۔

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِىْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَايُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ○ (2/264)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو ضائع نہ کر دینا' احسان جتا کر اور اذیت دے کر ان کی طرح جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے انفاق کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا نہ تو اللہ پر ایمان ہوتا ہے اور نہ اس کے قانونِ مکافات اور یوم آخرت پر۔

رکن دارالانفاق انفرادی سطح پر صدقات کے فروغ کے لئے جن حقداروں پر اپنے مال و دولت کو صرف کر سکتا ہے ان کا تعارف درج ذیل ہے۔

1- **ذوالقربیٰ:** وہ لوگ جو قریبی (رشتہ دار یا ہمسائے) ہوں۔ (2/177)

2- **المحروم:** وہ لوگ جو کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہ ہوں (51/19)

3- **الیتٰمیٰ:** وہ بچے جن کے ماں باپ مرجائیں یا وہ لوگ جو بھرے معاشرہ میں رہتے ہوئے بھی خود کو تنہا محسوس کریں۔

4- **المسٰکین:** وہ لوگ جن کا چلتا ہوا کاروبار کسی وجہ سے رک جائے یا جن میں کام کاج کرنے کی سکت نہ رہے اور یوں وہ محتاج ہو جائیں (89/18)

5- **السائلین:** وہ لوگ جو کام تو کریں لیکن ان کی کمائی ان کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر رہے۔ (51/19)

6- **ابن السّبیل:** وہ مسافر جو کسی طرح زاد سفر سے محروم رہ جائیں (2/177)

7- **فی الرّقاب:** وہ لوگ جو دوسروں کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں انہیں آزاد کرانے کے لئے۔ (2/177)

2- اجتماعی سطح پر صدقات کا فروغ

سورۃ التوبہ میں ہے

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ: صدقات پر ان لوگوں کا حق ہے۔
لِلْفُقَرَآءِ: جو کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہ ہوں
وَالْمَسٰكِيْنِ : وہ قوم جس پر مسکنت کا عذاب طاری ہو جائے یعنی جس میں قوت عمل نہ رہے۔ جس پر جمود و تعطل طاری ہو جائے۔
وَالْعٰمِلِيْنَ وہ لوگ جن کے سپرد "نظام انفاق" کا ادارہ ہو گا۔
عَلَيْهَا: ان کی کفالت کے لئے
وَالْمُؤَلَّفَةِ جن کی تالیف قلوب مقصود ہو۔
قُلُوْبُهُمْ : (یعنی) (۱) جو لوگ ویسے تو نظام خداوندی کی طرف آنے کے لئے تیار ہوں لیکن بعض معاشی موانع ان کے راستے میں اس طرح حائل ہوں کہ وہ انہیں اس طرف آنے نہ دیں۔ ان موانع کو دور کرنے میں ان کی امداد کی جائے (۲) جن لوگوں نے دین کی خاطر کسی قسم کا نقصان اٹھایا ہو ان کے اس نقصان کی تلافی کر کے ان کی دلجوئی کا سامان کر دیا جائے۔)
وَفِي الرِّقَابِ : وہ قومیں جن کی آزادی سلب کر لی گئی ہو اور وہ اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے جدو جہد کر رہی ہوں۔
وَالْغَارِمِيْنَ : ایسے لوگ جو دشمن کے تاوان یا قرض کے بوجھ کے نیچے اس طرح دب گئے ہوں کہ اس کا ادا کرنا ان کے بس میں نہ ہو۔
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ : وہ کام جو نظام خداوندی کے لئے مفید اور نوع انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے ممد و معاون ہوں انہیں سرانجام دینے کے لئے۔
وَابْنِ السَّبِيْلِ : نیز باہر سے آنے والے (مہاجر۔ سیاح اور سائنسدان وغیرہ) جنہیں مالی امداد کی ضرورت لاحق ہو جائے۔
فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ: یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ضوابط ہیں اور اللہ کے
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ :ٹھہرائے ہوئے ضوابط علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں (9/60)

○○○

3۔ العفو کا فروغ

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جدّتِ کردار
جو حرفِ قُلِ العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار
اقبال

دارالقرضہ اور دارالصدقات ایسی تربیت گاہیں ہیں جن میں شامل ہر فرد ان تمام نفسیاتی تبدیلیوں سے گزرتا ہے جو قرآنِ کریم کے بیان کردہ اس اصول کو عملاً" اپنانے کے لئے ضروری ہیں جس کا تقاضا ہے کہ زائد از ضروریات مال و دولت نوعِ انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا رکھا جائے۔

فرمانِ ربّی ہے۔

یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ ○ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (2/219-220)

" اے رسولؐ! یہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ مال و دولت میں سے کس حد تک ربوبیتِ عامہ کے لئے کھلا رکھنا ہو گا۔ ان سے کہہ دیجئے کہ جس قدر تمہاری ضرورت سے زائد ہو۔ اس طرح اللہ اپنے احکام و قوانین کو تمہارے لئے واضح طور پر بیان کرتا ہے تاکہ تم غور و فکر کرو اور سوچو کہ تمہاری دنیا اور آخرت دونوں کس طرح خوشگوار ہو سکتے ہیں "

اس آیت خداوندی سے یہ عظیم حقیقت واضح ہے کہ نظام خداوندی کسی کے زائد از ضرورت مال و دولت کو زبردستی نہیں چھینتا بلکہ یہ نظامِ انفاق کو فریضہ خداوندی سمجھ کر قبول کرنے والے' اپنے زائد از ضرورت مال و دولت کو دل کی پوری رضا مندی کے ساتھ نظام کی تحویل میں دیتے ہیں۔

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فرد اتنی عظیم تبدیلی کے لئے از خود کس طرح آمادہ ہو جائے گا کہ وہ اپنے زائد از ضرورت مال و دولت کو نوعِ انسانی کی ربوبیت کے لئے کھلا چھوڑ دے۔

اس سوال کا جواب قرآن کریم کے پیش کردہ اُس فلسفۂ زندگی میں ہے جس کے مطابق مقصدِ حیات یہ ہے کہ انسانی ذات کی نشو و نما ہو جائے۔ اور انسانی ذات کی نشو و نما کی صورت یہ ہے کہ **اَلَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی۔** (92/18) وہ شخص جو ہر اس چیز (ما۔ لہٗ) کو جو اس کے پاس ہے (اور اس کی ضرورت سے زائد (2/219) نوعِ انسانی کی ربوبیت کے لئے دے دیتا ہے۔ حتیٰ کہ کبھی ایسا موقع آ جائے کہ جن لوگوں کی ضرورت زیادہ ہو' انہیں اپنے آپ پر ترجیح دے (59/9) تو اس کی ذات کی نشو و نما ہو جاتی ہے۔ **قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی** ○ (87/14) اور جس کی ذات کی نشو و نما ہو جاتی ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ جس کا اس فلسفۂ حیات پر ایمان ہو گا' اس کی بھرپور کوشش ہو گی کہ وہ زیادہ سے زیادہ محنت کرے اور زیادہ سے زیادہ نوعِ انسانی کی ربوبیت کے لئے انفاق کرے تاکہ اس کی ذات کی نشو و نما ہو جائے اور اس طرح وہ اخروی زندگی کی ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جائے (84/19)

طلوع اسلام:۔ اپنے تجویز کردہ نظامِ انفاق کے عملی نفاذ کے لئے صاحب مضمون نے اپنے شہر میں دارالقرضہ' دارالصدقات اور دارالعفو کے شعبہ جات قائم کر کے ان کے لئے قواعد و ضوابط بھی وضع کئے ہیں جن کا تفصیلی ذکر "نظامِ انفاق" نامی کتابچے میں کیا گیا ہے۔ یہ کتابچہ کتاب دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور اور ادارہ طلوع اسلام 25 - بی گلبرگ (2) لاہور سے مبلغ 20 روپے میں دستیاب ہے۔

● ● ● ●

اسلامی جمہوریت

وامرھم شوری بینھم (42/38)

ان کا نظام حکومت باہمی مشورہ سے طے پاتا ہے

اسی کا نام اسلامی جمہوریت ہے۔ اس جمہوریت میں :۔

i۔ نہ تو مغربی ڈیماکریسی کے مطلق اختیارات ہیں۔ جس میں کوئی اصول' غیر متغیر اور کوئی قدر مستقل نہیں اس میں برسراقتدار پارٹی کی اکثریت جو قوانین چاہے بنائے۔ جب جی چاہے ان میں ردو بدل کر دے اور جس وقت چاہے انہیں منسوخ کر دے۔

ii۔ نہ ہی اس میں ملوکیت یا ڈکٹیٹرشپ ہے کہ ایک فرد قوت کے زور پر ہر ایک سے اپنا حکم منواتا چلا جائے۔

iii۔ نہ ہی اس میں تھیاکریسی ہے کہ کسی فرد یا جماعت کو خدائی اختیارات کا حامل سمجھا جائے۔ اس میں مذہبی پیشواؤں کا وجود ہی نہیں ہوتا۔

iv۔ نہ ہی اس میں یہودی شریعت کی سی جکڑ بندی ہے کہ زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملہ کے لئے بھی غیر متبدل ابدی قانون موجود ہو اور اس "لوہے کے جوتے" سے پاؤں باہر نکالا ہی نہ جا سکے۔

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک حنیف وجدانی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 50 سال

(قسط سوئم)

5- سیاست اور مذہب کی سرگذشت (جاری)

سید جمال الدین افغانی، مفتی محمد عبدہ، علامہ رشید رضا، علامہ اقبالؒ،علامہ عنایت اللہ خان المشرقی اور قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے دنیائے اسلام میں وحدت اور بیداری کی لہر بیدار کی، جو مغرب کی استحصالی غلامی سے نکلنے کی ضرورت بن کر مسلم سربراہوں کے رابطے کے لئے زمین ہموار کرتی رہی، جس کے نتیجہ میں مراکش (رباط) میں پہلی مسلم سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں جنرل محمد یحییٰ خان نے پاکستان کی نمائندگی کی۔

رباط کانفرنس پر " اذانِ سحر" کے عنوان سے میں نے اپنے تاثرات نظم کئے تھے آپ بھی سنیں پوری دنیائے اسلام میں اس پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

مسلماں کی خودی کا امتحاں ہے ۔۔۔ نہ جانے انتہا اس کی کہاں ہے
ہمارا کارواں سویا ہوا تھا ۔۔۔ یہ اذانِ سحر روحِ رواں ہے
سنبھلتا دیکھتا کروٹ بدلتا ۔۔۔ غریقِ فکر ہر پیر و جواں ہے
محبت آشنا سارے ہوئے ہیں ۔۔۔ مراکش اپنی وحدت کا نشاں ہے
ملا پیغام **حتی مطلع الفجر** ۔۔۔ سوئے کعبہ رواں یہ کارواں ہے
نہیں قرآن و مرکز میں جدائی ۔۔۔ یہی تو بازگشتِ داستاں ہے
امامِ وقت سے دنیا ہے خالی ۔۔۔ یہ ہر ذی شان کا احساس زباں ہے
مسلماں کی خودی کہسار آسا ۔۔۔ تلاشِ رُوحِ فاروقیؓ یہاں ہے

" ز اوصافِ نبیؐ یک ذرہ داری
چرا ناید ترا آں شہ سواری "

(وجدانی)

رباط کانفرنس میں پاکستان کے نمائندے جنرل محمد یحییٰ خان نے دوسری مسلم سربراہی کانفرنس پاکستان میں منعقد کرنے کی دعوت دی جسے قبول کر لیا گیا۔ 1974ء میں دوسری مسلم سربراہی کانفرنس لاہور میں منعقد ہوئی۔ شاہ فیصل سعودی عرب کی تجویز پر وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کو اس اجلاس کا چیرمین مقرر کیا

گیا، جنھوں نے اس کانفرنس میں ایک تاریخی خطاب پیش کر کے اپنوں اور بیگانوں سے داد وصول کی۔ پاکستان میں اس کانفرنس کے اثرات بڑے مثبت رہے۔ مسلم سربراہوں نے نماز جمعہ بادشاہی مسجد لاہور میں ایک ساتھ ادا کی اور بادشاہی مسجد لاہور کی اذان ریڈیو پاکستان سے نشر کی گئی۔ آخر میں "اعلان لاہور" کے نام سے باہمی تعاون کا مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ایئرپورٹ پر شاہ فیصل کو الوداع کہتے ہوئے یہ تاریخی الفاظ کہے۔

" His Excellency Congratulation To you

Yor Are Chairman of USI !

(United States of Islam.) Daily Jung

جناب طارق وحید بٹ صاحب روزنامہ جنگ میں لکھتے ہیں۔

" ایک بڑی طاقت کو یہ الفاظ ناگوار گزرے اور اس بڑی طاقت نے ان دونوں بھائیوں کو بے دردی سے قتل کروا دیا "

مسلم سربراہی کانفرنس کا انعقاد اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا تاریخی فیصلہ پیپلز پارٹی کا مورال بلند کر گیا۔ 1977ء میں عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا گیا۔ پیپلز پارٹی کے خلاف " قومی اتحاد کھل کر سامنے آ گیا۔ انتخابی کشمکش اپنے عروج پر پہنچ گئی اور ملک میں " نظام مصطفےٰ کا نفاذ" امر مسلمہ نظر آنے لگا۔ مگر قومی اتحاد کی قیادت اگرچہ ایک کہنہ مشق سیاسی اور مذہبی شخصیت مولانا مفتی محمود کے پاس تھی لیکن وہ مسلم لیگ کے دو قومی نظریہ کی لہر کو جداگانہ الیکشن میں تبدیل نہ کرا سکی۔ 77-3-7 کو قومی اسمبلی کے مخلوط انتخابات ہوئے جن میں پیپلز پارٹی نے 155 اور قومی اتحاد نے صرف 36 نشستیں حاصل کیں اس پر قومی اتحاد نے زبردست دھاندلی کا الزام لگا کر 77-3-10 کے صوبائی اسمبلیوں کے مخلوط انتخابات کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ پیپلز پارٹی نے بڑی آسانی سے یہ انتخابات جیت لئے۔ دھاندلی کی تحریک قومی اتحاد کی طرف سے چل رہی تھی۔ دوبارہ الیکشن کی بات چیت جاری تھی کہ 77-7-5 کو جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کر کے 90 دن میں انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کر لیا گیا کہ وہ ایک مقدمہ قتل میں ملزم ہیں۔

بیگم نصرت بھٹو نے مارشل لاء کے خلاف سپریم کورٹ سے رجوع کیا۔ ذوالفقار علی بھٹو کو 79-4-4 رات 2 بجے پھانسی دے دی گئی۔

جنرل محمد ضیا الحق کا دور کیسا رہا؟ یہ جماعت کے حامی ایک وزیر سے پوچھئے جن کے پاس وزارت اطلاعات کا قلمدان تھا۔ ارشاد احمد حقانی صاحب کا بیان 4 فروری 97ء کے خبریں اخبار میں یوں آیا ہے۔

" دسمبر 84ء کے ریفرینڈم میں جنرل ضیاء الحق نے یہ سوال رکھا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں اسلام نافذ ہو۔ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو مجھے پانچ سال کے لئے

ملک کا صدر رہنے دیں۔ان کے اقتدار کا جواز صرف یہ تھا کہ انہوں نے اسلام کو نافذ کرنا ہے "

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

" اتنا با اختیار صدر جو مارشل لاء کے اختیارات سے بھی مسلح تھا اور دعویٰ بھی اسلام کے ساتھ محبت کا کرتا تھا۔"

آخری حتمی رائے کے طور پر لکھتے ہیں کہ

" لیکن پاکستان میں وہ بھی اسلام نافذ نہ کر سکا "

ہماری غیر جانبدرانہ رائے میں جنرل ضیاء الحق نے مخلوط انتخابات ختم کر کے جداگانہ انتخابات کرانے میں مسلم لیگ کے دو قومی نظریہ کو ضرور زندہ کیا ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں قانون سازی برائے شناختی کارڈ بھی ایک مثبت قدم تھا۔ انہوں نے حدود آرڈیننس نافذ کیا البتہ نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ میں وہ تحقیق کا پہلو فراموش کر کے روایتی ندی میں بہہ گئے جس سے یہ نظام اپنوں اور بیگانوں میں تنقید کا موضوع بنا رہا۔ جنرل ضیاء الحق شریعت بل کا آرڈیننس نافذ کر کے 17 اگست 88ء کو ایک ہوائی حادثہ میں ختم ہو گئے۔

انا اللہ وانا الیہ راجعون

کراچی صدر اور حیدر آباد (قاسم آباد) سندھ میں

سلسلہ وار درس قرآن کریم کا اہتمام (بذریعہ وڈیو کیسٹ) مندرجہ ذیل مقامات پر کیا گیا ہے۔

شہر و مقام		دن	وقت
کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال۔ زیب النساء سٹریٹ بالمقابل فٹ رائٹ شوز شاپ	اتوار	10 بجے صبح
حیدر آباد	12-B حیدر آباد ٹاؤن فیز 2 بالمقابل نسیم نگر قاسم آباد	جمعہ بعد نماز عصر	

دعوت عام ہے تشریف لائیں

قرآنی لٹریچر۔ جملہ مطبوعات طلوع اسلام ٹرسٹ، مجلّہ طلوع اسلام کے تازہ شمارے درس کے دوران 35% رعایت کے ساتھ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رابطہ:

ایاز حسین انصاری نمائندہ بزم طلوع اسلام کراچی صدر، بزم طلوع اسلام قاسم آباد حیدر آباد (سندھ)
ٹیلی فون: کراچی 4571919 حیدر آباد 654906

چشم دید

فیکس بنام
جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب
وزیر اعلیٰ پنجاب

جناب عالی!

میں ایک صحافی اور ایک ایسے ماہنامہ کا مدیر مسئول ہوں جس کا اجراء 1938ء میں حضرت علامہ اقبالؒ کے ایماء اور حضرت قائد اعظمؒ کے ارشاد پر اس لئے عمل میں لایا گیا تھا کہ تحریک پاکستان کی دینی اہمیت کو قوم کے سامنے اجاگر کیا جائے۔

اگلے روز ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ایک گاؤں **"موروثی پور"** دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ لاڑکانہ کے سابق کمشنر جناب ایاز حسین انصاری اور رکن طلوع اسلام ٹرسٹ جناب محمد عمر دراز میرے ہمراہ تھے۔ گاؤں کے نمبردار چوہدری عبدالعزیز بھی موجود تھے۔

گاؤں کا ہائی سکول دیکھ کر خوشی ہوئی۔ وسیع و عریض اور خوبصورت عمارت میں 1500 کے قریب طلباء زیر تعلیم ہیں۔ کارکردگی اور معیار کے لحاظ سے سکول بلا شبہ ایک مثالی درسگاہ ہے۔

قریب ہی ایک گورنمنٹ کالج بھی نظر آیا جسے **"بھوت بنگلہ"** کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ تقریباً 60 ایکڑ پر محیط وسیع و عریض عمارت کا صرف ایک کلاس روم زیر استعمال ہے۔ باقی کمروں میں **چمگادڑوں** کا بسیرا ہے۔ متعدد ہائی سکولوں میں گھرا ہوا یہ کالج 1988ء میں تعمیر ہوا۔ طلبا کی تعداد کچھ عرصہ پہلے -/200 سے زائد بتائی گئی جو نئے پرنسپل صاحب کی آمد پر کم ہوتے ہوتے 26 رہ گئی ہے۔ کالج کی لائبریری، سائنس کا سامان اور اہم فرنیچر دوسرے کالجوں کو منتقل کر دیا گیا ہے کیونکہ پرنسپل صاحب کا کہنا ہے کہ کالج کے قرب و جوار میں کاشت کار آباد ہیں ان کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم کی بجائے زراعت پر توجہ دینی چاہئے۔ عملے کے ارکان اگرچہ 36 ہیں لیکن بشمول پرنسپل صاحب اکثریا تو کالج صرف تنخواہ کے لئے آتے ہیں یا دوسرے کالجوں میں کام کرتے ہیں۔

تباہ حال کالج دیکھ کر دکھ ہوا کہ لاہور میں درسگاہوں کا فقدان ہے اور یہاں ایک عظیم الشان عمارت کے علاوہ وافر سٹاف بھی موجود ہے لیکن پرنسپل صاحب کی عدم دلچسپی اور مبینہ بد نیتی کی وجہ سے مقامی طلبا کی بہت بڑی تعداد دور دراز کالجوں کا رخ کرنے پر مجبور ہے۔

حکام غالباً اس کالج کی حالت زار سے آگاہ ہیں لیکن نظر آتا ہے کہ پرنسپل صاحب بہت ہی قد آور شخصیت کے مالک ہیں۔

ہماری نظر میں یہ قومی وسائل کا ناقابل تلافی ضیاع ہے
براہ کرم اس کی خبر لیجئے اور اگر مناسب سمجھا جائے تو ہمیں بھی اپنی کاروائی سے باخبر رکھئے۔ عنائت ہو گی۔

محمد لطیف چوہدری مدیر ماہنامہ طلوع اسلام۔ لاہور
25 ۔ بی گلبرگ 2۔ لاہور 876219

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشت خیال

۱۔ اب تو ہی بتا۔۔۔۔

مدیر طلوع اسلام نے لکھا تھا کہ دل میں کوئی خیال ابھرے تو لکھ بھیجیں۔ طلوع اسلام کے صفحات حاضر ہیں۔ تو سنئے ایڈیٹر صاحب ! میں صدر صاحب کے گاؤں چوٹی زیریں کا رہنے والا ہوں۔ دن بھر محنت مزدوری کر کے گھر لوٹ رہا تھا گاؤں کے قریب پہنچا تو گرد و غبار کے بادل اڑاتی' پاس سے ایک پجارو گزری' جس میں زرق برق کپڑوں میں ملبوس بچے خوشی سے پھدک رہے تھے۔ ایک میں ہوں کہ آج بھی اپنے بیمار بچے کے لئے دوا کی چند گولیوں کے سوا کھانے پینے کی کوئی چیز نہ خرید سکا تھا۔ بچہ بخار سے پھنک رہا تھا۔ گھر پہنچ کر اسے دوا دی۔ پسینہ آیا اور بخار اتر گیا۔ بچہ ہوش میں آیا تو اسے کھانے کی طلب ہوئی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا کھانے کے لئے بچے کو نرم غذا دینی ہے۔ گھر میں سوکھی روٹی کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ بچے کی آنکھوں میں ویرانی اور اپنی مجبوری دیکھ کر میری آنکھوں میں انسو امڈ آئے۔ بیوی نے میری یہ حالت دیکھی تو کہنے لگی۔ شکر کرو منے کے ابا ! ہماری حالت تو پھر بھی قدرے بہتر ہے۔ ہمارے پڑوسی کو کئی دن سے کام نہیں ملا۔ آج کہیں سے نیاز کے چاول آئے تو اس کے بچوں کے چہروں پر رونق آئی۔ رات کو اللہ جانے ان پر کیا بیتے گی۔ محلے میں اب تو انہیں کوئی ادھار بھی نہیں دیتا۔

مولوی صاحب کہتے ہیں اسلام سب کو پیٹ بھر کر کھانے اور حسب ضرورت تن ڈھانپنے کی ضمانت دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے مولوی صاحب ٹھیک ہی کہتے ہوں لیکن کوئی میرے پڑوسی کو بھی تو بتائے کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کس کی چوکھٹ پر دستک دے؟ کیا کرے؟ کہاں جائے ؟ میں پوچھتا ہوں اسلام کے دامن میں ناداروں کے لئے بھی کچھ ہے یا دنیا کی ساری خوشیاں ان چند لوگوں کے لئے ہیں جو کسی طرح زمینوں جائیدادوں کے مالک بن گئے۔ سوچتا ہوں غریبوں کی زندگی کا کوئی مقصد بھی ہے یا وہ صرف امیروں کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اسلام اگر مساوات کا درس دیتا ہے تو کہاں ہے وہ اسلام ؟ مجھے اس سوال کا جواب لے دیجئے ! ممنون ہوں گا۔

محمد عبداللہ چوٹی زیریں۔

❁ ❁ ❁ ❁

2۔ قصور اپنا نکلا

مدیر صاحب ! خیال نہیں یہ ایک واقعہ ہے کہ میرا ایک گھر تھا۔ میرے دو بیٹے تھے اور میں اس گھر کا کفیل تھا۔ میری تمام تر توجہ ایک بیٹے پر مرکوز رہی۔ دوسرا میری غفلت کی وجہ سے اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکا۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے گھر عدم توازن کا شکار ہو کر جہنم زار بن گیا۔ سوچتا ہوں یہی حال میرے ملک کا ہے۔ طبقاتی تقسیم نے یہاں بھی وہی گل کھلائے ہیں۔ معاشی نا ہمواری ساری خرابیوں کی جڑ ہے جسے دور نہ کیا گیا تو صورت حال وہی ہو گی جو سورۃ القارعہ میں بیان کی گئی ہے۔

اسرار اللہ۔ نواں کلی
صوبہ سرحد

❁ ❁ ❁ ❁

3۔ ہماری تعلیم

ہمارے ملک میں " میرٹ سسٹم " بھی ہماری نوجوان نسل کے ذہنوں کو کھوکھلا کرنے میں جواب نہیں رکھتا۔ ہمارے طالب علموں کی ایک کثیر تعداد رٹا لگانے پر مجبور ہے' کیونکہ اساتذہ کرام خود بھی اسی نظام کی پیداوار ہیں۔ ان میں سے بہت سارے رٹے سے پروان چڑھے ہیں "میرٹ سسٹم" میں جو طالب علم اپنی سابقہ کلاس میں زیادہ نمبر لیتا ہے اسے داخلہ مل جاتا ہے' بھلے اس نے یہ نمبر ناجائز ذرائع استعمال کر کے یا رٹا لگا کر لیے ہوں جبکہ غریب اور متوسط گھرانوں کے بچے چونکہ ناجائز ذرائع استعمال نہیں کر پاتے اس لئے پیچھے دھکیل دیئے جاتے ہیں۔

ہمارے Institutions میں Selective study بھی تباہی کا باعث بن رہی ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک طالب علم F.Sc میں Selective Study کرتا ہے اور اس سے وہ اچھے نمبر حاصل کر لیتا ہے' لیکن B.Sc میں اسے کچھ چیزیں ایسی ملیں گی جو اس نے F.Sc میں نہیں پڑھیں۔ بنیاد کمزور ہونے کی وجہ سے اسے پھر سے رٹے کا سہارا لینا پڑیگا' کیونکہ اس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ F.Sc والے آرٹیکلز کو deeply سٹڈی کر سکے۔

گویا یہ ایک Chain ہے۔جو Selective Study سے شروع ہوتی ہے اور اس کا مقصد صرف اور صرف اچھے نمبروں کا حصول ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں چند یونیورسٹیاں یا کالجز ایسے ہیں جو داخلے کے لئے اپنا الگ سسٹم رکھتے ہیں۔ وہ اپنے طور پر ذہانت کو چیک کرنے اور سابقہ تعلیمی معیار کو دیکھنے کے لئے ٹیسٹ لیتے ہیں۔ یہ ٹیسٹ اور امتحان اس طرح کے ہوتے ہیں کہ ان میں طالب علم کا ذہن کھل کر ان کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور پھر اس ٹیسٹ کی روشنی میں ایک میرٹ ترتیب دیا جاتا ہے۔ اگر ہمارے Institutions یہی روش اختیار کریں تو پھر ہمارے طلباء کی عادت رٹا' Selective Study اور غیر قانونی ذرائع کا استعمال بالکل ختم ہو جائے۔ اہل مغرب Modern Age کی انتہاؤں کو چھو رہے ہیں' اور

ہم اپنے Students کو پڑھنے کے لئے کیا دے رہے ہیں؟ نیوٹن کا قانون حرکت ' اصول ارشمیندش اور اسی طرح کی چند ابتدائی چیزیں !

ہماری تعلیم کے مسائل بڑے گھمبیر ہیں۔ اچانک یہ مسائل اسمبلی میں بیٹھنے والے تقریباً" ان پڑھ بندے حل نہیں کر سکتے۔ یہ مسائل انہی کے مشوروں سے حل ہوں گے جو ان مسائل کا شکار ہیں۔ ہمارے اساتذہ اور طالب علم ہی ان کو حل کر سکتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہی پڑھانا اور انہوں نے ہی پڑھنا ہے۔

ندیم احمد چک 215- ای-بی-
ضلع وہاڑی

● ● ● ●

4۔ ٹیلی فون

بہت خوب: کشت ویراں کے بالمقابل کشت خیال کی اصطلاح بھی خوب رہی۔ مگر اقبالؒ کی کشت ویراں تو نم سے آباد ہو جاتی تھی ہماری کشت خیال "نم" کا اشارہ پاتے ہی کیوں دم توڑ جاتی ہے۔ مثال کر طور پر ٹیلی فون ہی کو لیجئے۔ اچھی بھلی گفتگو ہو رہی ہے کہ ٹھک سے بند ہو گیا۔ پتا چلا باہر بوندا باندی شروع ہو گئی۔ یہی حال بجلی کا ہے۔ ادھر آسمان پر بادل نمودار ہوئے یا ہوا میں برودت بڑھی۔ ٹیلی فون بند۔ بجلی ختم موسمیات والوں سے پوچھو۔ بھائی ! آج بارش ہو گی؟ جواب ملے گا۔ فون بند ہو جائے تو سمجھ لینا بارش ہو رہی ہے۔

مدیر صاحب ! ٹیلی فون والوں سے اتنا پوچھ دیجئے کہ اس دائمی "الرجی" کا کوئی علاج بھی ہے یا ہم خشک سالی ہی کی دعائیں مانگتے رہیں۔

سلیم عبدالقیوم ۔ لاہور

● ● ● ●

گوھرہائے تابدار

☆ بزدلی اصل میں یہ ہے کہ آپ حق کے لئے آواز نہ اٹھا سکیں۔
☆ مسلمانوں نے اسلام کو نہیں' ہر مشکل وقت میں اسلام نے مسلمانوں کو بچایا ہے۔ (اقبالؒ)
☆ قرآن کی قرأت اس لئے ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔
☆ مادی ذرائع کو اس طرح استعمال کرو جس طرح کسان مٹی کو بیج کے لئے استعمال کرتا ہے۔

(مرتبہ : ثریا عندلیب)

باغبان حضرات کے نام (کھلا خط) (5)

باغبان اور "NRSP" تعاون

السلام علیکم جناب والا ! آپ کی معلومات برائے عملی زندگی میں مثبت اضافہ کرنا مقصود ہے۔ پاکستان میں کچھ بے جان سے رفاہی ادارے موجود ہیں۔ ان میں "NRSP" "نیشنل رورل سپورٹ پروگرام" جس کا اردو میں سادہ سا ترجمہ بطور " قومی دیہاتی ترقیاتی تحریک " بھی کہا جا سکتا ہے ایک مثالی اضافہ ہے۔ یہ پروگرام پاکستان میں 1992ء میں شروع کیا گیا تھا۔

مارچ 1996ء میں مجھے اپنے دوست اور تجرکار باغبان محمد عرفان عباسی صاحب کے ہمراہ سنبل بیاہ بھپھریل مری میں اس سے تعارف ہوا جہاں مرغبانی کی ورک شاپ کا اہتمام تھا پھر جولائی 96ء ہم نے اپنے ہاں سنبل سیداں میں تنظیم "NRSP" قائم کی جس میں پندرہ روزہ اجتماع میں ممبران اپنی بچت جمع کراتے ہیں ان کی آمدن میں عملی اضافہ کے اقدامات پر عمل در آمد میں محکمہ فنی مشاورت اور قرضہ سے امداد کرتا ہے اس میں مرد اور عورتیں شامل ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاں تین مرد اور باقی عورتیں تھیں چنانچہ زردہ خاتون کو صدر اور نفیسہ ملک کو مینجر منتخب کیا گیا۔ 96-8-25 کو موسم سرما کی سبزیات کی کاشت پر "ورک شاپ" میں بیج سبزیات بھی مہیا کیا گیا۔ 97-1-18 کو موسم گرما کی سبزیات کی کاشت بطور "گرین ہاؤس" کا مجھے کورس کرایا گیا اور متعلقہ لوازمات مہیا کئے گئے۔ 97-3-4 کو نمائشی "امرود باغیچہ" کے لئے بھی مجھے منتخب کیا گیا اور 97-3-11 کو 40 تیار گڑھے دیکھ کر پودہ جات فراہم کئے گئے۔ اس تمام کام میں ذیلی دفتر ڈنہ مری کے محترم جمیل محمود صاحب اور باجی نگہت النساء صاحبہ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ ان کا اخلاق اور جذبۂ خدمت اس تحریک کا قابل قدر سرمایہ ہے۔ ان شواہد کی بنا پر باغبان ایسوسی ایشن نے اپنے ریزولیوشن نمبر 16 مورخہ 97-3-16 تمام باغبان حضرات سے اپیل کی ہے کہ وہ ہر سطح پر "NRSP" سے تعاون کریں۔ ان کا مرکزی دفتر اسلام آباد میں 46 آغا خان روڈ۔ ایف 6/4 میں واقع ہے۔ اور فون نمبر 822324-822319 ہیں۔ آپ ان سے تعاون کریں شکریہ۔

والسلام

پاکستان گولڈن جوبلی مبارک

ملک حنیف وجدانی صدر باغبان ایسوسی ایشن

معرفت پوسٹ کوڈ نمبر 47224 موہڑہ سیداں مری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور اب اوکاڑہ میں بھی

مورخہ 23 مارچ 1997ء حبیب فلور ملز اوکاڑہ میں بزم طلوع اسلام اوکاڑہ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ یہ اوکاڑہ میں طلوع اسلام کا پہلا اجتماع تھا۔ دسمبر 1992ء میں ماسٹر کریم بخش صاحب' رانا محمد طارق پاشا چوہدری احمد سعید اور چند دوسرے احباب کی کاوشوں سے قرآنی تعلیمات کی آگہی کے لئے دوستوں نے اوکاڑہ میں مختلف مقامات پر درس قرآن کریم کا وڈیو پروگرام شروع کیا اور سارے ضلع میں احباب سے روابط بڑھائے۔سالانہ اجتماع کے لئے سالانہ اجتماع کے لئے 23 مارچ 1997ء کا دن مقرر کیا گیا۔ ادارہ طلوع اسلام لاہور سے رابطہ قائم کر کے مرکز کے احباب کو اعتماد میں لیا گیا۔ جنہوں نے کمال فراخ دلی سے اس پروگرام میں بھرپور طریقے سے شرکت کا یقین دلایا۔ اوکاڑہ ضلع کے جملہ اہم مقامات دیپالپور' بصیر پور' حجرہ شاہ مقیم' راجوال' شیر گڑھ اوکاڑہ چھاؤنی' بوگرہ اور شابھور سے کافی احباب پروگرام میں شامل ہوئے۔ فیصل آباد' بورے والا' پاکپتن اور چک نمبر 215 سے بھی کافی تعداد میں احباب تشریف لائے ساڑھے دس بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مسٹر ظفر اقبال نوناری ایڈوکیٹ نے سرانجام دیئے۔ صدارت کے لئے ماسٹر کریم بخش صاحب' جو عرصہ دراز سے قافلہ طلوع اسلام سے وابستہ چلے آرہے ہیں' کا نام پکارا گیا۔ بطور مہمانان خصوصی مسٹر ایاز حسین انصاری چیئرمین ادارہ اور مسٹر محمد عمر دراز صاحب نمائندہ بزم طلوع اسلام لاہور' تشریف فرما ہوئے۔

تلاوت کلام پاک معہ مفہوم پیش کرنے کا اعزاز مسٹر احسان الحق ایڈوکیٹ نے حاصل کیا۔ بعد ازاں انہوں ہی نے معزز مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا اور مختصر" سپاس نامہ پیش کیا جس میں انہوں نے طلوع اسلام کے مشن کو خراج تحسین پیش کیا اور اپنے متعلق بتایا کہ وہ خود کیسے متأثر ہو کر اس مشن کے گرویدہ ہوئے۔ انہوں نے گھپ اندھیروں میں طلوع اسلام کو ایک روشن مینار قرار دیا۔

احمد علی صاحب نے دسمبر 92ء سے مارچ 97ء تک کی بزم طلوع اسلام اوکاڑہ کی مختصر رپورٹ پیش کی جس میں بتایا گیا کہ دسمبر 92ء میں ادارہ طلوع اسلام لاہور سے ضلع اوکاڑہ میں طلوع اسلام کے خریدار کے پتے حاصل کر کے ان سے رابطے قائم کئے گئے اور مسٹر محمد حنیف اقبال کے مکان پر درس قرآن کا آغاز کیا گیا۔ مئی 1993ء میں میاں محمد سعید صاحب کے مکان پر یہ سلسلہ منتقل کرنا پڑا۔ اور وہاں سے مارچ 1995ء میں پھر درس قرآن کا پروگرام مسٹر محمد حنیف اقبال صاحب کے ہاں منتقل ہو گیا۔ 1996ء کا سال بزم طلوع اسلام اوکاڑہ کے لئے بڑا سعید ثابت ہوا۔ اوکاڑہ چھاونی گوگیرہ' دیپالپور' بصیر پور اور راجووال سے کافی تعداد میں احباب اس قرآنی قافلے میں شامل ہو گئے۔ اس سفر میں اوکاڑہ

مسٹر ندیم سہیل
مسٹر احسان الحق ایڈووکیٹ، رانا محمد لطیف صاحب، مالک حبیب فلور ملز، ان کا صاحبزادے مسٹر ندیم سہیل
ا ایڈووکیٹ، مسٹر حسن عبداللہ جمیل شیر گڑھ، محمد ارشد طاہر، ندیم انجم مسٹر مقبول حسین شاکر ایڈووکیٹ، مسٹر
اشرف ایڈووکیٹ، مسز ظفر اقبال نوناری ایڈووکیٹ، میاں محمد عبداللہ صاحب از گوگیرہ سے مسٹر جاوید اقبال
وکیٹ، ماسٹر محمد ابراہیم صاحب (جاوید صاحب کے والد ماجد) اوکاڑہ چھاونی سے اسلم صاحب، محمد اقبال
احب، محمد سرور صاحب، ماسٹر عبدالرحمان، حاجی محمد رفیق راجووال، ماسٹر محمد اسحاق، مسٹر محمد شعیب بصیر پور،
سٹر جہانگیر پرویز اور مسٹر محمد منور صاحب دیپالپور، سے کنور محمد انور، ماجد رشید ایڈووکیٹ، سید اطہر جلال شاہ
احب، محمد رمضان، شاہد صاحب، محمد حسین صاحب اور مرکز کے تقریباً" دس احباب نے کنونشن میں شرکت
ر کے اسے کامیاب بنایا۔ محمد اسلم صاحب نے قرآن کے نظم زندگی پر پڑنے والے اثرات اور انسانی زندگی
ایک موثر تقریر کی۔
ے لئے قرآن بطور مینارہ نور کے موضوع پر ایک موثر تقریر کی۔
ے لئے قرآن بطور مینارہ نور کے لئے کلام اقبالؒ پیش
ہمارے فیصل آباد سے آئے ہوئے مہمان مسٹر محمد اقبال قمر نے محفل کو گرمانے کے لئے کلام اقبالؒ پیش
رمایا۔ سٹیج سیکرٹری صاحب موقع کی مناسبت سے قرآنی آیات کا مفہوم اور اقبالؒ کے اشعار بڑی خوبصورتی
سے پیش کرتے رہے۔ حبیب فلور ملز کے بڑے ہال میں اس مجلس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ استقبالیہ کے فرائض
رانا محمد طارق پاشا نے انجام دیے۔ ادارہ طلوع اسلام کی شائع کردہ کتب کا اسٹال بھی جلسہ گاہ کے قریب ہی
لگایا گیا تھا۔ اسٹال پر احمد علی نے ڈیوٹی سر انجام دی۔
اجتماع کے شرکاء کی تعداد تقریباً" ایک سو کے قریب تھی۔ ساڑھے گیارہ تا ساڑھے بارہ پرویزؒ صاحب
کا درس قرآن سورہ مدثر جو کہ بڑا ہی موثر ثابت ہوا اور تمام احباب نے بڑی یکسوئی اور دلجمعی سے سنا۔
بعد ازاں چائے کے لئے وقفہ کیا گیا۔
وقفہ کے بعد اسٹیج سے محمد عمر دراز صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے بڑی عمدگی سے "
تحریک طلوع اسلام لمحہ بہ لمحہ " کے عنوان پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح اس تحریک نے قرآنی حقائق
اور بصیرت پھیلانے میں مرحلہ در مرحلہ یہ سفر طے کیا اور علامہ پرویزؒ صاحب کا تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا
کہ انہوں نے کس طرح رکاوٹوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اس کارواں کو اپنے سفر پر گامزن رکھا۔ انہوں
نے ادارہ طلوع اسلام کی مرحلہ وار رہنمائی کے لئے کتب کی اشاعت کا تذکرہ بھی کیا۔ انہوں نے بتایا کہ
زندگی کو ہر مرحلہ پر درپیش مسائل اور الجھنوں کے حل کے لئے پرویزؒ صاحب نے قرآنی بصیرت کی روشنی
میں تقریباً" ستر کتب کا گراں قدر ذخیرہ افادہ عام کے لئے پیش کیا۔
تحریک اور علامہ اقبالؒ کے موضوع پر ڈاکٹر فرید الدین صاحب نے بڑی خوبصورت تقریر کی اور تحریک
طلوع اسلام کو اسلام بطور دین اور قرآن کو اس کا منبع کے طور پر اختیار کرنے کے لئے بڑے احسن طریقے
سے علامہ اقبالؒ کی رہنمائی کا تذکرہ کیا۔

ان کے بعد چیئرمین ادارہ طلوع اسلام لاہور کو خطاب کی دعوت دی گئی جناب ایاز [illegible]
صاحب نے تحریک پاکستان، علامہ اقبال" قائد اعظم محمد علی جناح" نظریہ پاکستان اور علامہ [illegible] صاحب [illegible]
بارے میں سیر حاصل خطاب فرمایا اور یہ بتایا کہ اگر پاکستان نہ بنتا تو مسلمانوں کا اسپین سے بھی برا [illegible]
نظریہ پاکستان کو پاکستان بننے کے بعد پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کیا گیا عملاً" اس کے تقاضوں کو پامال [illegible]
دیا گیا یعنی متحدہ ہندوستان میں سب ہندوستانی ایک قوم کی طرح پر پاکستان میں سب پاکستانی (مسلم/ غیر مسلم) [illegible]
ایک قوم قرار دے دیا گیا جو کہ نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام کے بالکل متضاد ہے۔ صدارتی تقریر [illegible]
بخش صاحب نے کی اور آخر میں احسان الحق ایڈوکیٹ نے مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں جلسہ گاہ کے قریب ہی نماز ظہر با جماعت ادا کی گئی اور پھر مہمانان گرامی کو ظہرانہ [illegible]
آخر میں تمام مہمان ایک بھرپور تاثر کے ساتھ اسٹال سے حسب ضرورت کتب خرید کر عازم سفر ہوئے۔

ادارہ طلوع اسلام لاہور نے کنونشن کے لئے اسباب زوال امت 120 عدد، دولت پرویز 40 عدد، [illegible]
طلوع اسلام مارچ 50 عدد، (A Study of Islamic Writings in Pakistan) 66 عدد، مختلف موضوعات [illegible]
پمفلٹس تقریباً" 360 عدد مفت فراہم کئے جو کہ شرکائے اجتماع میں مفت تقسیم کئے گئے۔
چیئرمین ادارہ نے اپنی تقریر میں بزم طلوع اسلام اوکاڑہ کی عارضی منظوری دی اور احمد علی صاحب [illegible]
بطور نمائندہ توثیق کی۔

❁ ❁ ❁ ❁

اشتہارات کے نرخ یہ ہیں

ٹائٹل کے صفحات	ایک بار	سال بھر کے لئے
پشت پر	800 روپے	6000 روپے
اندرونی صفحات	600 روپے	5000 روپے
اندرونی صفحات		
پورا صفحہ	500 روپے	4000 روپے
نصف صفحہ	300 روپے	2000 روپے
چوتھائی صفحہ	150 روپے	

مذکورہ شرح ایک رنگ کے اشتہار کے لئے ہے۔ اشتہار شائستہ اور معیاری ہونا چاہیے۔
اجرت اشتہار مسودہ کے ساتھ پیشگی ہونی چاہیے۔

قرآن مجید

زندگی کے بنیادی مسائل اور کائنات کے اہم حقائق سے بحث کرتا ہے اس کی عظمت' صداقت اور حقانیت
اس وقت نکھر کر سامنے آسکتی ہے جب یہ معلوم ہو کہ ان مسائل اور حقائق کے متعلق

○ انسانی ذہن نے ○

وحی کی مدد کے بغیر' خالص عقلی طریق کار سے کیا سوچا اور وہ کس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ لیکن یہ مسائل اور حقائق اس قدر وسیع اور ان سوچنے والوں کی تعداد اتنی کثیر ہے کہ آپ کے لئے ان سب کا مطالعہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

مفکر قرآن علامہ پرویزؒ نے آپ کی یہ مشکل بھی آسان کر دی انہوں نے کیا یہ ہے کہ ان مسائل و حقائق کے متعلق' افلاطون سے لے کر عصر حاضر تک کے چوٹی کے مفکرین' مورخین' علمائے اخلاقیات و عمرانیات' معاشیات' سیاسیات اور ماہرین علوم سائنس کی تحقیق کو ایک کتاب میں قلمبند کر دیا ہے۔ جس کا نام ہے

انسان نے کیا سوچا؟

یہ کتاب آپ کو سینکڑوں کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر دے گی اور آپ کے سامنے یہ حقیقت بھی آ جائے گی کہ عقل انسانی کو وحی کی روشنی کی ضرورت کیوں ہے؟

قیمت (علاوہ ڈاک پیکنگ خرچ) سٹوڈنٹس ایڈیشن -/Rs 100

قیمت (علاوہ ڈاک پیکنگ خرچ) اعلیٰ ایڈیشن -/Rs 200

مینجر طلوع اسلام ٹرسٹ

دوست ایسوسی ایٹس کی نئی
مطبوعات

(خطبات) سیرت النبیؐ

سر سید احمد خان -/300

سیرت النبیؐ پر اردو زبان میں سب سے زیادہ مستند کتاب، مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے بقول ان کے بعد سیرت النبیؐ لکھنے والے سرسیدؒ کی تحقیق میں کوئی اضافہ نہ کر سکے۔ انہوں یہ کتاب یورپ کے متعصب مستشرقین کے جواب میں لکھی تھی جنھوں نے رسول اللہ صلعم کی ذات پر کیچڑ اچھالا تھا۔ سر سید نے ان کے اعتراضات کا جواب دے کر اسلامی تعلیمات کی حقانیت ثابت کی۔

مطالعہ تصوف

ڈاکٹر غلام قادر لون -/300

تصوف کا اسلام میں کیا مقام ہے۔ علامہ اقبالؒ سمیت بہت سے اہل علم نے اسے اسلام کی سرزمین میں اجنبی پودا قرار دیا ہے۔ کتاب میں اس امر کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں کہ تصوف کے اسلامی معاشرے پر کیا کیا مثبت اور منفی اثرات پڑے ہیں۔

حقائق الاسلام

حافظ محمد سرور کوھاٹی -/150

اس کتاب میں مولانا نے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ عمل بھی ضروری ہے بلکہ وہ عمل کو ایمان ہی کا ایک حصہ ثابت کرتے ہیں۔

مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان

علامہ عبدالوحید خان -/400

اس کتاب میں علامہ صاحب نے پہلے تو ان واقعات کی تفصیل پیش کی ہے کہ جو مسلمانوں کے عروج کا باعث بنے۔ پھر جب ملوکیت نے اسلامی نظام حیات کی جگہ لے لی تو اس نے اسلامی تعلیمات میں ایسی بدعات کو رواج دیا جو مسلمانوں کے زوال کا سبب بنیں۔ مسلمان اقوام عالم میں دوبارہ اپنا مقام کس طرح حاصل کر سکتے ہیں آخر میں اس کی تفصیلات پیش کی ہیں۔

تاریخ مخزن پنجاب

مفتی غلام سرور قریشی لاہوری -/450

یہ کتاب آج سے ایک صدی پیشتر پنجاب کے بارے میں معلومات کا خزانہ ہے۔ اس وقت پنجاب میں کشمیر، صوبہ سرحد، ریاست بہاولپور، راجھستان کا کچھ علاقہ اور ہندوستان کا دارالخلافہ دہلی بھی شامل تھا۔ مفتی صاحب نے اس زمانے کے سیاسی حالات کے علاوہ، اس علاقے کے تمام حصوں کی آبادی، مختلف مذاہب کے لوگوں کی تعداد اور ان کی عجیب عجیب رسموں کی تفصیلات پیش کی ہیں۔

اسلامی ریاست کامالیاتی اور بنکاری نظام پروفیسر رفیع اللہ شہاب -/130

اسلامی ریاست کی بنیاد اس کا مالیاتی نظام ہے جو سرمایہ داری نظام سے بڑی حد تک مختلف ہے کیونکہ اس میں کوئی ٹیکس نہیں۔ جب تک یہ نظام نافذ نہیں کیا جائے گا اسلامی ریاست کے قیام کے خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مذہبی جماعتوں کا فکری جائزہ مولانا عمر احمد عثمانی -/80

اسلام میں مذہبی جماعتوں کا کوئی تصور نہیں لیکن اس کے باوجود بہت سی مذہبی جماعتیں وجود میں آچکی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان جماعتوں کے نزدیک اسلامی تعلیمات کی تعبیر میں اختلاف ہے۔ مولانا صاحب نے اس کتاب میں پاکستان کی اہم مذہبی جماعت کا فکری جائزہ پیش کیا ہے۔

تعلیمات قرآن علامہ اسلم جیراجپوری -/100

علامہ اسلم جیراجپوری صاحب برصغیر کے مشہور عالم دین تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی قرآن مجید کی تعلیمات عام کرنے میں صرف کر دی تھی۔ اس کتاب میں وہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ مختصر الفاظ میں پیش کرتے ہیں تاکہ عام قارئین بھی قرآن کی بنیادی تعلیمات کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

نکات قرآن علامہ اسلم جیراجپوری -/90

علامہ صاحب نے اپنی اس کتاب میں قرآنی تعلیمات کے مطابق قرآن کے اہم نکات کی نشاندہی کی۔ اس کتاب سے قرآن مجید کو سمجھنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

تاریخ القرآن علامہ اسلم جیراجپوری -/60

بعض غلط کار لوگوں نے قرآن مجید کے متن کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کی جس سے قرآن کی حقانیت پر حرف آتا تھا۔ مولانا نے اس کتاب میں ثابت کیا ہے کہ آج ہمارے پاس جو قرآن مجید ہے وہ حرف بحرف وہی ہے جو رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا تھا۔

ملنے کا پتہ :-

دوست ایسوسی ایٹس الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور
ٹیلی فون: 7122981 فیکس: 92-42-7122981

محترم پرویز صاحبؒ کا نہایت حقیقت کشا مقالہ

حسن کردار کا نقش تابندہ

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی عظمت کردار اور رعنائی سیرت کی

چند جھلکیاں

جن کے بل بوتے پر انہوں نے بے تیغ و سناں چومکھی لڑائی لڑ کر ایک عظیم مملکت حاصل کر لی۔

اس کے ساتھ علامہ پرویزؒ کے دو مقالات۔

☆ کیا قائد اعظمؒ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے؟

اور

☆ دو قومی نظریہ، اقبالؒ اور قائد اعظمؒ کی نگاہوں میں۔

جن کی اہمیت عنوانات سے عیاں ہے

تینوں مقالات کو یکجا کر کے کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔

بڑی پر از معلومات کتاب ہے

قیمت (علاوہ ڈاک، پیکنگ خرچ) Rs 40/=

مینجر طلوع اسلام ٹرسٹ

احتساب خویش

ڈاکٹر اسلم نوید

(احتساب خویش کا سلسلہ ڈاکٹر اسلم نوید صاحب نے مارچ میں شروع کیا تھا جسے قارئین طلوع اسلام نے بے حد پسند کیا۔ بعض حضرات نے سوالنامے کی نقول اپنے بچوں میں تقسیم کیں جو بچوں میں احتساب خویش کی عادت پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوئیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ سلسلہ جاری رکھنے کا عزم کیا ہے۔ احباب چاہیں تو اپنی نگارشات بھجوا کر اس میں حصہ لے سکتے ہیں مدیر مسئول)

	حوالہ آیت	مطلوبہ عمل	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات
1	31/18	لوگوں سے ترش روئی سے پیش تو نہیں آتے ?							
2	4/36	ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے ?							
3	4/36	ہمسایوں سے حسن سلوک سے پیش آئے ?							
4	4/36	دوستوں سے حسن سلوک سے پیش آئے ?							
5	4/54	غلطی کے احساس پر اصلاح کیلئے امادہ ہوئے ?							
6	3/133	غصہ آیا تو غصے کا رخ بہتری کیطرف موڑ دیا ?							
7	22/30	گفتگو میں عدل و انصاف ملحوظ رکھا ?							
8	4/5	معاشرے میں رائج شرفا کی زبان استعمال کی ?							
9	9/79	کسی انسان (حتی کہ کافر) کا تمسخر تو نہیں اڑایا ?							
10	2/42	جھوٹ کو سچ کا لبادہ تو نہیں پہنایا ?							
11	39/49	اپنی کمائی کو محض اپنے علم و ہنر کا نتیجہ تو نہیں سمجھتے ?							
12	53/32	یونہی اپنے آپ کو مقدس (برتر) تو نہیں جتاتے پھرتے ?							
13	28/55	لغو باتیں (فضول گفتگو) تو نہیں سنی ?							
14	24/28	دستک دینے پر اہل خانہ کی معذرت پر واپس لوٹنے پر برا تو نہیں منایا							
15	3/77	ذاتی مفاد کی خاطر اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کا سودہ تو نہیں کیا							
		میزان							

کتابیں

جو ادارہ طلوع اسلام سے دستیاب ہیں

1۔	روداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (جلد اول، دوم اور سوم)	950روپے
2۔	اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش	10 روپے
3۔	SEVEN · PRINCIPLES OF SUCCESS	65 روپے
4۔	دستیاب پمفلٹس (PAMPHLETS)	1 روپیہ

سردست مندرجہ ذیل عنوانات پر پمفلٹس دستیاب ہیں۔

1۔ دنیا نظام محمدی کے لئے بیتاب ہے
2۔ اسلام ہی کیوں سچا دین ہے؟
3۔ الصلوٰة
4۔ الزکوٰة
5۔ فرقے کیسے مٹ سکتے ہیں؟
6۔ قیام پاکستان اور علامہ اقبالؒ
7۔ کیسا حسین تھا یہ خواب
8۔ اسلامک آئیڈیالوجی
9۔ تحریک طلوع اسلام کا مقصد و مسلک
10۔ آزادی کا قرآنی مفہوم
11۔ مرزائیت اور طلوع اسلام
12۔ ISLAMIC IDEOLOGY

نوٹ۔ ایک ہزار کاپی کا آرڈر دیکر طلوع اسلام کا کوئی بھی پمفلٹ یا ماہنامہ طلوع اسلام کے کسی مضمون کا نقش ثانی (RE – PRINTS) ایک ہفتے کے اندر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تمام آرڈرز اور رقوم ادارہ طلوع اسلام۔ 25۔ بی گلبرگ 2۔ لاہور کے نام ارسال کی جائیں۔

(سرکولیشن مینجر۔ ماہنامہ طلوع اسلام)

اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

ھندو کیا ہے ____

جب ہم طاقتور ہو جائیں گے تو مسلمانوں کے سامنے یہ شرائط رکھینگے

- قرآن کو الہامی کتاب مت مانو۔
- محمدؐ کو خدا کا نبی نہ مانو۔
- مکّہ کے ساتھ اپنا کوئی تعلق نہ رکھو۔
- سعدی اور رومی کی بجائے کبیر اور تلسی داس کو پڑھو۔
- اسلامی تقریبات کی بجائے ہندوؤں کی تقریبات مناؤ۔

سوامی ستیہ دیو

- ہندوستان کی ہر مسجد پر ویدک دھرم یا آریہ سماج کا جھنڈا بلند کیا جائے گا۔

پروفیسر رام دیو

پاکستان میں

علامہ غلام احمد پرویزؒ

کا درس قرآن کریم مندرجہ ذیل مقامات پر ہوتا ہے

شہر	مقام	دن	وقت
1-ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیمال۔ رابطہ: گل بہار صاحبہ	بروز منگل	4 بجے شام
2- ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیمال۔ رابطہ: شیخ صلاح الدین	ہر روز	عندا لطلب
3- اوکاڑہ	نیو میٹک حبیب فلور مل نزد بس شاپ 54/2/L دیپالپور روڈ اوکاڑہ رابطہ: شیخ احسان الحق فون: 520258/520270	جمعہ	4 بجے شام
4- بورے والا	برمکان محمد اسلم صابر۔ مرضی پورہ گلی نمبر5- رابطہ فون: 55438	پہلا اور تیسرا اتوار	10 بجے صبح
5- پشاور	دفتر جناب عبداللہ ثانی صاحب ایڈووکیٹ۔ کابلی بازار۔ رابطہ: 840945	ہر بدھ و جمعہ	5 بجے شام
6- پشاور	برمکان ابن امین فقیر آباد	جمعتہ المبارک	4 بجے شام
7- پیر محل	مکان نمبر140/139- مدینہ پارک	ہر ماہ پہلا اتوار	9 بجے صبح
8- پنج گسی	برمطب حکیم احمد دین	جمعتہ المبارک	3 بجے سہ پہر
9- جہلم	برمکان محترم قمر پرویز مجاہد آباد، جی۔ ٹی روڈ	جمعتہ المبارک	4.30 بجے شام
10- جلالپور جٹاں	یونائیٹڈ مسلم ہسپتال	جمعرات	10 بجے صبح
11- چنیوٹ	ڈیرہ میاں احسان الٰہی کونسلر بلدیہ پیر ہٹہ بازار	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
12- چک 215 ای۔ بی	برمکان چوہدری عبدالحمید	اتوار	9 بجے صبح
14- حیدر آباد	B-12 قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر	جمعتہ المبارک	بعد نماز عصر
15- راولپنڈی	بمقام E-4385/47 اپر سٹوری ہائی وے آٹوز نزد پل لئی گوالمنڈی راولپنڈی فون: 74752	جمعتہ المبارک	4.30 بجے شام
16- سرگودھا	60- اے سول لائنز، ریلوے روڈ۔ رابطہ فون: 720083	جمعہ	5 بجے شام
16A- سرگودھا	B-4 گلی نمبر7 بلاک 21 نزد مکی مسجد چاندنی چوک رابطہ: ملک محمد اقبال فون (711233)	منگل	7 بجے شام
17- فیصل آباد	23- سی پیپلز کالونی (نزد تیزاب مل) رابطہ: ڈاکٹر محمد حیات ملک۔ فون: 720096	ہر جمعتہ المبارک	3.30 بجے دوپہر

شہر	مقام	دن	وقت
18- کراچی	کراچی سی بریز' روم نمبر 105 شارع فیصل رابطہ شفیق خالد۔ فون: 0201-713575	اتوار	10 بجے صبح
19- کراچی	مکان 16 گلشن مارکیٹ' 36/C ایریا کورنگی 5 رابطہ: محمد سرور' فون: 312631	اتوار بروز پیر	11.30 بجے صبح بعد نماز مغرب
20- کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال۔ ایاز حسین انصاری رابطہ فون: 4571919	اتوار	10 بجے صبح
21- کوہاٹ	برمکان شیر محمد' نزد جناح لائبریری	اتوار	8 بجے صبح
22- کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ۔ رابطہ فون: 825736	جمعتہ المبارک	4 بجے سہپر
23- گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ' سول لائنز	جمعتہ المبارک	بعد از نماز جمعہ
24- گجرات	مرزا ہسپتال' کچہری روڈ	جمعرات	3 بجے
25- گھوے کے (سیالکوٹ) برمکان محمد حسین گھمن		ہر ماہ پہلا جمعہ	بعد نماز جمعہ
26- لاہور	25-بی گلبرگ II (نزد مین مارکیٹ)	اتوار	9:30 بجے صبح
27- لاڑکانہ	برمکان اللہ بخش شیخ نزد قاسمیہ مسجد محلہ جاڑل شاہ	جمعتہ المبارک	بعد نماز عشاء
28- ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	اتوار	10 بجے صبح
29- ماموں کانجن	برمکان ڈاکٹر (ہومیو) محمد اقبال عامر چک 509 گ ب رابطہ فون: 345-04610	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
30- رانی پور	اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو سومرو محلہ رابطہ شفیع محمد سومرو	جمعتہ المبارک	بعد نماز عشاء
31- واہ کینٹ برمکان محمد اکرم خان 21-FC/231		بروز بدھ	چھ بجے شام

سعودی عرب میں مقیم حضرات محترم آصف جلیل صاحب (P.O.Box 693) ریاض 11421 سے رابطہ قائم کریں۔

نوٹ۔ ہفتہ وار چھٹی کی تبدیلی کے پیش نظر نئے اوقات سے مطلع فرمائیں۔

علامہ غلام احمد پرویزؒ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی انہی جگہوں [illegible] ہے۔

تحریک طلوع اسلام سے متعلق استفسارات [illegible] جواب ادارہ سے براہ راست دیا جائیگا

WHY IS ISLAM THE ONLY TRUE DEEN*?

[An English rendering of the Urdu Treatise by
Allama Ghulam Ahmed Parwez
"Islam he Kiyon Sachha Deen Hai?"
by
Dr. Manzoor-ul-Haque, Faculty of Education
University of Sind
HYDERABAD

The one significant issue which rises in most of the minds and vexes the tender feelings of the heart is that when common moral values are same in all the religions (especially in the widely accepted religions), and all the religions assert not to tell a lie; not to steal; to be honest; not to deprive others of their rights etc. and Islam proclaims it too, then what is that distinctive feature on the basis of which we assert Islam to be the only true Deen and that no other Deen is acceptable to God and now the salvation and auspiciousness of the humanity is tied to Islam, it is therefore necessary that all followers of religions should accept Islam.

The Significant Question

If the specificity, on the basis of which Islam is entitled to make this claim, is the same values, then this privilege ought to be extended to every religion of the world. This would not be a reasonable attitude that the qualities on the basis of which we adjudge Islam as *Deen-Ul-Haq* (the right Deen), are ignored in case of claim of other religions![1]

Brahmo-Samaji Religion.

This is the same question which emerged in the frontiers of knowledge at a time when the late *Maulana Abu-ul-Kalam Azad* wrote in his exegesis of Sura

---

[1] * Islam is not a religion in the conventional sense. According to the Holy Quran it is a way of life – a Socio Economic System. A detailed paragraph explaining what is Deen follows.

Fateha that "Universal truths are equally found in all the religions" therefore no one religion can claim superiority over others. This proclamation was, in fact, an echo of the *Brahmo-Samaji Movement* which had emerged earlier in Bengal. They summated good points of all the (so called) heavenly books, developed a system of education and projected it to the world with the contention that it comprises all the common truths found in all the religions; therefore to bring consensus among all religions and act in accordance with the truthfulness, the only mechanism would be that all followers of religions should believe in this system of education and make it the concept of their life. Such a common education comprising these very moral values was founded by King *Akber* long before the *Brahmo-Samaji Movement*. His *Deen-i-Ilahi* was based on the same very concept; Its exponent was Dara Shikoah in whose mysticism there was no difference between *Ram* and *Raheem;* and the reflection of reality was equally found in the temple and the mosque. The same phenomenon, in the form of *Bhajans* (religious hymns) of *Bhagat Kabeer* and *Kafees* (Mystical Stanzas) of *Shah Fareed* and *Sultan Bahu* echoes in every nook and corner.

No Need of even Religion!

This brings forth another important question: if truth is the other name of theses moral values and acting in accordance with them is the purpose of human life, then why is a religion needed? Those, who are irreligious, and refute the very existence of God, also say the same i.e. telling lie is very bad; truth ought to be spoken; living ought to be honest; no one ought to be oppressed, so why to bring in the religion? It was this concept which gave birth to the moyement of Humanism in Europe which projected itself with the assertion of "Religion without Revelation" in the world. If the ultimate aim and climax of religion is these moral values and the human life can reach its destiny through these values alone, then how can the claim of Humanism be rejected?

Have you realized how significant is this question and how imperative is it to give a satisfying answer to it ? It is the importunity of this significance and need that it must be thought out seriously and understood with careful contemplation.

What Is Deen?

Basic misconception in this regard is that Deen is thought to be no more than an ethical code. Deen is not the collection of a few moral values, it is a comprehensive system of life covering all aspects of human life. The moral values

become operative within this system, or in other words this system provides that sound base on which the edifice of these moral values is established.

Did you ever ponder over this phenomenon that the whole world says that telling a lie is bad; dishonesty is intensely opprobrious; deception is very contemptible misdemeanor but in spite of all this the whole world tells lies; corruption is rampant every where; cheating is in full swing. The question is why is this all happing? In spite of condemning and cursing all these things why has man taken to them? Considering these acts the most detestable and opprobrious, why is he not refraining form them? Its reason is that either the people acknowledge these moral values just as of formality or they have their foundation on emotions alone. They know nothing as to why these values should be followed and why should they not be violated. You ask a person to satisfy you as to why you should not tell a lie. Going a little deeper than superficial talk, you would realize that he has no reasonable reply to this question. With all the reason and rhyme at his command, he would not be able to respond to the why of your question. He will not be able to explain to you rationally what would you loose by telling lies and which gain you would accrue by speaking the truth. And since man adopts only that which gives him gain and abandons that which causes him loss, therefore his acquiescence to this effect is either simply traditional or imitation or the product of emotional inclinations. He neither develops insight of these values rationally nor makes them the way of his life.

Deen provides those basic concepts which conspicuously bring forth the purpose and climax of human life. The purpose of life defines the proper value of every thing and when these values are identified it can very easily be understood which one is profit-bearing and which one is loss-accruing; which one is higher and which one is lower on the continuum of values.

From Desire To Action.

Deen, along with these basic concepts, provides the practical system through which these theoretical values take the form of reality and then the man within their concrete results sees of his own, how gainful or harmful it is to act or not, according to these values. Being affected by this, his emotions and feelings follow the proper channel for their own operation and since emotions are the impetus of actions, his life synchronizes with these higher values. This is called the exaltation of character and neatness of conduct.

Bear it in mind that human activities pass through three phases, namely a desire takes birth in your heart; this desire awakes in the heart involuntarily, you have no reason, rhyme or rationale for it; it relates purely to the emotions; then you present it to the intellect. If your emotions are intense, your intellect thinks of the means to accomplish it and provide justificatory reásons for it. But if your intellect overpowers your emotions, it then makes comparison between gain and loss, and if it sees that the gain to be accrued is greater it decides to accomplish the desire. Now your desire transforms into your wish; then your will-power comes in to play, and takes practical steps to actualize your desire. In this phase, your WISH takes the form of your WILL.

But the human intellect, even if not operating under the command of emotions, can maximally decide the gain or loss of that person ,it cannot decide whether the desire is fair or foul. In other words, the human intellect can only inform the person concerned as to which thing is profitable to him and which one will bring him loss. It can make no distinction between good and evil. This distinction can only be possible in the presence of values, and as narrated earlier, it is the concept of life that determines the values.

Impact Of the concept of Life

How does the concept of life (right or wrong) change the perspective of human vision and define the direction of his activities, we need not to go anywhere far to understand it. Every one complains today that falsehood, deception cunningness, betrayal, corruption, bribery, injustice, oppression, extortion and exploitation are prevailing in the world. It looks as if, without any exception of zones or inhabitants, the germs of these diseases have spread all over the globe like an epidemic. Did you ever ponder over the cause thereof? Ills were also there in the days gone by, but these were not so general and comprehensive. With a little pondering, this reality will be established that its basic cause is the concept of life which, in the 19th century, emerged in the West and due to the general and global means of communication spread to every nook and corner of the world. All these ills/miseries are the produce of this concept. This concept of life was that the human life is only the physical life and laws governing the life and the death at the animal level apply to man also. Survival of the fittest is the immutable law of nature. According to this law, only the one wielding the maximal specter of authority and power has the right to live. How was this authority and power acquired is no question. The poor and the weak and the powerless can be allowed to live only to become victual of the powerful. Every big fish devours the smaller one. Insects are

born to be the food of the sparrows and the sparrows consequently breathe only to be the prey of the eagles. This is the law of nature, the constitution of life. It is according to this law that the decisions on the life and death of individuals as well as Nations are made. " Might is right" is the exigency of justice. Lion is the king of jungle, not the goat. If the loin eats the goat, the goat cannot make complain that it is the victim of oppression.

The animals live by instincts which, though many in number, can generally be classified into three categories: Self-preservation, Self-assertion and Self-procreation. When the human life is not valued higher than that of the animal level, obviously every individual would work under these very instincts, then there would be no room for the moral values.

Nationalism.

According to the civilization raised on this concept, 'national character' would be regarded as highest character. Thinking deeply you would realize that the national character is also the produce of animal instinct. Herd instinct is in the very nature of animals . Every animal finds its preservation in living with its herd. This is the only urge on which a nation comes into being and endures. Prosperity and well-being of one's own nation becomes the highest value for the individual; the greatest patriot becomes the one who squeezes out the last drop of blood of other nations and decorates the magnificent edifice of one's own nation with the gaudiness of this blood. For him, the question of being honest or dishonest or falsehood and truth does never arise. The one who starts giving mind to these values cannot perform the affairs of the state. In the words of Walpole:

> "No great country was ever saved by good men, because good men will not go to the length that may be necessary to save a nation."

In this connection, what these patriots have to do, the reproduction of the words of the reputed Italian thinker, Cavour are sufficient. He says.

> "If we did for ourselves what we do for our country, what rascals we should be."

Did you observe how a change in the concept of life brings changes in the individual and collective life, and how does the concept of life influence every

walk of life? The reason that the moral values are still being theoretically appreciated today is that the man has, up till now, not been able to erase his sub-conscience free from the binding effects of the past. If this concept pervaded any further into the next few generations, even the concept of these values will be wiped off form his mind and its verbal confession will also remain no more. Its signs and symptoms have started surfacing right from now. Our younger generation ridicules these values by calling them mere conservatism.

Islam provides such concepts on which the whole edifice of human life is raised and where every aspect of life is embodiment of higher values. These concepts are not found in any religion of the world, leave aside atheism (religion less). These are only the characteristics of Islam which entitles it to become the system of life established on right lines and surety to human achievement and prosperity. These concepts fall into the following headings:-

1. Concept of God.
2. Relationship between God and Man.
3. Relationship between Man and Universe.
4. Relationship between Man and Man.
5. Relationship between Actions and their Consequences.
6. Concept of the ultimate object of life.

In the next pages, these concepts will be discussed briefly and it will be explained as to what is the nature of these concepts in the well known religions (Hinduism, Judaism and Christianity) and what type of concepts the Holy Quran reflects; and what scenario of human life is established on these concepts. Be it very clear that the comparative study of religions is not my aim at present; I'll only narrate the fundamental tenets found on these concepts in these religions . This may also be clarified that our belief is that proper and true teachings were revealed to all the messengers of the Almighty God on their own turns but these teachings are now not found in their pristine form in the so-called heavenly books available among the followers of these religions. Whatever is described of these concepts will therefore be based on the existing documents of these religions and not on that pristine and real message which is not found now with any of them. The detail of this resume will be found in the first chapter of my book in Urdu *Mairaj-e-Insaniat*, in which, according to the researches of the followers of these religions, it has been dealt with at length, wherein it has been explained that according to researches of the followers of these religions, the pristine message of those religions is not found among any one of them now; but since they lay down their existing message as the knowledge base of their religions, the current teachings about these concepts will be projected.

Except this, there can be no other alternative left for us.

1. The Concept of God.

The Concept of God In Hinduism.

Among the three religions (Hinduism, Judaism and Christianity), Hinduism claims that it is the oldest religion in the world. The proof of its antiquity is provided by its existing religious books where each of its leaves bears testimony to the fact that these are the writings of that age when human mind was in its infancy. The infantile mind can never perceive the concept of an abstract reality in any shape other than its concrete form. How could the mind of that age have established the pristine concept of the personality of God? It transformed God on its own nature only with the difference that man (for example) has two hands, God was conceived to have eight, man has one head, God had ten; man can drink a cup of water, God can pour in the whole ocean. Three basic gods are accepted among Hindus: *Brahma, Shivji,* and *Vishnoo.* They have their wives and children too; *Shivji's* wife was *Parbatti* and son is *Gnesh* whose body is of man and head of elephant; *Brahma's* daughter is *Sarsooti.* Earlier all these three were worshipped but now Brahma is not worshipped.. It is in the *Para'ns* that once *Shivji* saw *Brahma* intending to rape his daughter, there he stopped worship of Brahma (Hinduism by *Govind Das*,P:104).

About the creation of the universe, the following statement is found in the *shivparana:*

> *Shivji* desired to create the world. He created *Brahma. Brahma* splashed a handful of water in the water; there raised a bubble; a man was horn out of this bubble. He said to *Brahma:* 'O' son! create the world.' *Brahma* said: "I am not your son, You are my son" There was a quarrel between the two. *Maha Dev (Shivji)* thought that whom he had sent for creating the world were quarreling between themselves, then a heavenly ling (male genital organ) was born out of the two; it ascended immediately into the sky . Both were surprised to see it.

Listen to what happened later on:

> **Both started thinking that the beginning and end of ling should be found; the one who comes back first be the father and the one who comes later be the son. *Vishnoo* in tortoise shape started going down. *Brahma* in swan-shape flew upward. Both continued their journey with lightning speed for two thousand years but could not search the utmost limits of the ling. *Brahma* thought: If *whisnoo* had come back with an inkling, I would have to be his son. He was just thinking of it when a cow and a tree of kaitkee descended. Brahma asked them: "Where do you live?" They said: "With the props of that ling we have been travelling since thousands of years" Brahma asked them whether or not ling had any extremity, they replied that it did not.**
>
> ***Brahma* said: come with me and stand witness that the cow used to pour strain of milk on the head of ling and that the tree used to shower flowers over it" They said: we'll not bear false witness." Then *Brahma* said angrily: "I'll turn you into ashes if you do not stand witness." Then both frighteningly said: "We'll bear witness as you desire." Then the three went downwards.**
>
> ***Brahma* asked *Vishnoo* whether or not he had found out the utmost limits of ling. He replied in the negative. *Brahma* said "I have found out"; Vishnoo demanded "Produce witness to this effect." Then the cow and the tree bore false witness. Upon this the ling imprecated the Kaitkee. "You have told a lie. Your flower will never be used for offering either to me or any other God. Whoever offers you will be terminated"; It imprecated the cow: "You will filth with the mouth through which you told a lie; no body will worship your mouth but your tail will be worshipped; cursed *Brahma*: "Since you have told a lie, you'll never be worshipped in the world" it gave a blessing to *Vishnoo*"**

"You have spoken the truth, so you'll be worshipped every where". Then both praised and eulogized the ling.

On hearing this appreciation and eulogy, there appeared a countenance with long matted hair from the ling and said: 'I had sent you for generating creation, why did you indulge in wrangling?" Then *Maha Dev* took out a ball of ashes form the hair and said: "Go and germinate creation with it."

(Ref: *Satyareth Parkash-Sawami Daya Nand* PP. 272-273)

The concept of God is the most sublime idea. It is now obvious that a nation which has this idea of God in its sight, what would be the nature of its deeds. Neither the mind of this nation can be free from the superstition, nor their actions based on knowledge and insight. God to whom they submit is never above the human countenance. Hence it is written in the *Athur veda* that at the time of worshipping God, the following should be uttered.

"O'*Swami Parmatma* of the followers of *Jain*! obeisance be to thy mouth; obeisance is to thy eyes; obeisance is to thy skin; obeisance is to thy organs; pray is to thy belly; obeisance is to thy tongue; obeisance is to thy face; obeisance is to thy teeth; obeisance is to the stench of thy teeth."

The Concept of God Among the Jews.

After Hinduism, let us now turn to Judaism and see what kind of concept of God is found there. Probably it was *Locke* who had said "if you tell me the kind of God any nation had proposed for its worship, I would let you know the nature of civilization and culture of that nation." A critical appraisal of a Western researcher about the kind of concept that emerges about God through the study of the conventional *Torah* would be sufficient here. *Joseph Whebs* in his book "Is it God's words" writes that the God of Torah appears to be splashing around with the blood, shed by the numerous murderers. He is an assassin himself and a mischief monger, thief, perfidious, sanguinely revengeful, merciless chastiser of the sinful and the innocent both, extremely dreadful and frightful, embodiment of oppression and prejudice, arrogant, braggart, promise-breaker, concoct, and a willful liar.

(Ref: M'airaj-e-Insaniyyat, P.22)

According to Torah, God created man on His own form. It is, now, evid that the God who has this kind of form, His created nation would also have the sa form. But it is not the nature of God, it is the account of the conduct of that nati itself. After holding this type of concept about the God, what would be the fate moral values with that nation. does need no perspicuity and description of any kin

Concept of God in Christianity

When we move on from Judaism to Christianity, the enigma of concept o God there cannot be comprehended. The following is the council of Trent's theor of the basic belief of Christianity on acceptance of which one becomes a Christian We believe in (1) God, the powerful father who is the creator of the overt and the convert; and we believe in (2) Lord Jesus, the son of God, who is the only son of his father; who was born to the father i.e. the Lord before the whole of the universe and who is immanent and absolute deity. Father and his essence (the son) are one; it is through him that all the things of the universe were created; his descendence and transmigration became our salvation. He descended as a human being, became victim to the sufferings, rose on the third day and ascended to the sky and now, will again return to the world to maintain justice for the living and the dead.

This was all about the belief about the Divinity of the Christ. About his revered mother, Mary, the tenet of the sacred church is that she is the most powerful near God; whatever she beseeches is bestowed to her. She is the main spring of good for us because she implores form God. Since she is the mother of God, he cannot reject her request, and since she is our mother too, she cannot refuse our intercession, whatever benedictions we make for our salvation are accepted.

(Ref: *Shoula-i-Mastoor*, P.129, *Catholic School Book*, P.158)

As such very recently the council of the Pope has decided that Marry be worshipped along with the Father, the son and the Holy Spirit.

Concept of the Holy Quran.

After these concepts of God, now come to the Holy Quran. It first of all refuted all these concepts by saying "Allah is far above and free from all the concepts they attribute to Him from their own minds" (Al-Quran 23/92) Then it

...t So far as the personality of God is concerned, you cannot conceive it, because ...u can only conceive the things which are perceptible to senses and the self of God ...an exception to this phenomenon. "Human eyes cannot perceive Him, He can keep ...tch over the eyes. He is very subtle and All-knowing." Al-Quran 6/104) His ...rsonality cannot be conceived with any example, because "He is analogous to ...one"(Al-Quran 42/11) " Neither He is Himself the son of any one, nor anyone else ... His son" (Al-Quran 112/3) "Nor is any one else equal in rank to Him. He is ...together unique, incomparable and unprecedented." Al-Quran 112/4)

You cannot know anything about His personality; but a concept of God, ...ore exalted, pure, dignified and elegant than the concept which appears forth from ...is attributes, which He has described of His own, is not possible.

Relationship of God and Man.

The question is: What is the advantage of believing in these attributes of ...od? One accepts that these are the attributes of God and the other rejects. What ...mpact does this acceptance and rejection have on their lives? The Holy Quran ...answers this question. It says that every human is a carrier of "Divine energy" ...which is called the human personality. Every human personality is bestowed with ...he possibility of progressively actualizing these attributes (within human limits). This is the hue of God beyond which no other hue is more elegant. (Al-Quran 2/138)

That is why these attributes are the objective standard for the nourishment ...of human personality It is this ideal to which man wants to mould himself. This is ...he standard which he strives to come up to . Every moment, he measures his own ...elf against this objective standard and evaluates rationally the extent to which his ...personality has developed and how far it still remain to be developed.

In addition to it, the Holy Quran also informs as to which attribute operates ...at what occasion so that the likewise facet may also operate in the like event on the ...part of the man. This also determines man's reaction in the face of external events ...and occurrences. Remember, as is the upholding of the balanced attributes for the ...man a must, similarly the emergence of that attribute most appropriate to that ...occurrence is imperative. To let go with pity a merciless tyrant, who has no feeling ...of repentance or any desire for rectification in his heart, is the worst form of ...tyranny on the oppressed human beings; but to take revenge in a situation where ...remission and forgiveness bring pleasant consequences is also equivalent to tyranny. The bruise of muscles soothes slowly on massage but the fractured bones need tight

binding in wooden splints. This is called *Jabriyat* (holding things firmly together) wooden splints which a surgeon uses are called *Jaba'ir* The Holy Quran expou in full length the attributes of God and the eventful appearance and applicat their of, so that not only do these become objective standard for gauging development of an individual but also the foreteller to the man for forming the ty of reaction most appropriate to the kind of events.

The Law of God.

This brings forth another significant reality. The concept of God in religi is that of an autocrat king and a dictator whose all decisions depend upon his ow whims and where the law and rule have nothing to do; if pleased He bestows robe honour to a criminal; if annoyed he sends the innocents to the gallows. Man ca only save himself from His wrath by keeping his deity pleased with himself in an way that he can; he makes all possible efforts to seek His pleasure; makes offering of gifts and oblations and seeks the mediation of His favourites. Obedience to law does not yield any gain to man, it only serves to attain pleasure of God. On the othe side of it is Christianity where the concept of God is that of a tender-hearted father where rules and regulations have nothing to do; where the mercy of God is the only basis of salvation.

The Holy Quran refuted this concept and proclaimed that in spite of all His infinite powers and boundless authority, God has prescribed rules and regulations for all the matters and does every thing strictly in accordance with these laws. These laws are so immutable that no mutations can occur in them.(Al-Quran 35/43) The meaning of law is that every thing is tied to the chain of cause-and-effect i.e. if you do this, its consequence will be such; if you act against, it will draw to this end. It explained these laws to man; made him understand them fully; made it clear to him that obeying this law will bring him this and acting against it will result in this loss. After narrating all this, left it to his choice whether to follow the prescribed right road or to make tracks of his own. "We have shown him the way; now who-so-ever wishes may accept it and who-so-ever wishes may reject it," (Al-Quran 76/3). If he follows the right path, he will reap his own gain form it, We will not derive any benefit out of it. If he adopts a wrong path, he will suffer his own loss; it will not harm Us in any way(Al-Quran 12/286) That is why God does not make any one acknowledge anything by compulsion or coercion. Whatever He says, is as a piece of advice. After He revealed the Holy Quran He asserted "Say unto them, the truth has come form Your Sustainer, now whoever wishes, may accept it, whoever wills may reject it." (Al-Quran 18/29) . It is evident that when accepting or not accepting of

.. thing, is left to the sweet-will of man, then if he is of sound mind, reason and ..llect, he will make his decision discerningly. Therefore, according to the Holy ..ran, belief is not a blind faith; it is the name of that mental and heart felt ..viction which man acquires rationally. That is why it has attributed this conduct .. the *Momins* (believers) that. "They are the people to whom, even when the ..rses' of their Sustainer are presented they droop not down at them as if they ..re deaf and blind but accept them with intellect and insight"(Al-Quran 25/73) It .. is crystal clear when the consequences of actions draw up in concurrence with ..le and law, the question of being absolved from them either by way of paying ..nsom or intercession does not arise. If you put your finger in the fire and then you ..sire that the pain of burning may transfer to some one else in stead of you, may be .. payment of thousands of rupees, it will be impossible. If you eat arsenic, you ..nnot, even on the recommendation of the highest echelon of the society, be ..rotected from its ill effects. There is only one alternative and that is: You take a ..ecourse to that law of God in concurrence to which relief in burning pain and ..rotection against the harmful-effects of arsenic can be procured. Suffering and ..epose accrue to the man according to the law of God as a result of the natural ..onsequences of his actions. "so that whoever is ruined is ruined according to the ..aw and whoever remain/alive, does so according to the law (Al-Quran 8/42). Neither the ..nnocent is chastised with the revenge and wrath of an authoritative dictator, nor ..he criminal gets off Scot free on ransom, atonement or intercession. That is why the ..humans have been told that "On the day of manifestation of consequences no one would be able to help anyone, nor shall any intercession be considered, nor shall any form of compensation be accepted , neither shall they be succoured."(Al-Quran 2/44).

Did you see how did the Holy Quran transform the religion to the discipline of Science by simply giving the concept of "Law-making cum law-abiding God"? What are the characteristics of Science?---- In science (1) every cause has its own specific effect and no one can cause any kind of change and transformation in it, and (2) Science discovers the reality such that longings, whishes, purposes, gains and feelings of nobody have any impact on it. It is never influenced as such.

By virtue of the concept of God, the Holy Quran represents that the human actions bring forth the consequences in the like manner and the realities bear testimony to this effect in the same way: That is why God proclaimed that," this message of Ours is not poetry." Somewhere *Coleridge* has said: "The Anti-thesis of Poetry is not prose but Science." The Holy Quran is no poetry but Science.

In connection with God and Man Relationship, the Holy Quran unravels

another splendid reality. The laws of God, in the outer universe, are operative their own. Accordingly every thing remains operative for the excellent performan of the duties assigned to it and the Universe, by evolution, is progressively movi forward in its evolution. In the human world, the laws of God are operative in t like manner with the exception that their cosmic speed is very slow whereas t human age demands that the result of actions may come to the forefront soon. If t human hands support these laws and become helpful to accomplish them the results may emerge according to the human count of time, place and circumstance In this manner man becomes a companion to God in the complete accomplishme of His programme. This is the relation of God and Man of which not a glimpse found in other religions of the world. (Since I've elicited much on this point, I nee not make any more detailed discourse at present.)

3. Relationship of Man and The Universe.

After the deliberations on the relationship of God and Man, there come the question of the mutual relationship of the man and the Universe. When th human mind was at its infancy he was not able to comprehend the mystery of th forces of nature. He was afraid of them and could think of only one way to be saf from their rage and that was to implore humbly before them and appeal for thei mercy. Hence the status of man of that age was that he joined his hands in supplication, as soon as there was thunder of the clouds; he fell in prostration as there was lightning; he made obeisance to the sun as soon as it shone; he prostrated as soon as there was an earthquake; he called a ravaging river as his mother-goddess; he made the lion a God as soon as it roared. Hinduism is a compendium of these gods and goddess and proselytizes their worship.

Relationship in Hinduism:

It is found in *Yajar veda*, "obeisance be accepted by the snakes on the earth, even those which are either in the air or in the sky; our prostration to the snakes of the paddy fields; Our bowing to those snakes also which are still in their burrows. Our humble kneeling to them even." These were, atleast, living forces, they even bowed to those inanimate things from which they apprehended any loss. Hence, there is also found in *Yajar veda* that this stanza ought to be recited: " *O'ye razor*, thou bringeth happiness and are made of good iron; our obeisance to ye be accepteth; please bring not trouble unto him the least".

It is found written in the *Ather veda*: "Our prostration to the winter fever,

even to the summer fever I bow down. My prayer to the fever that comes daily, alternately and the third day."

It is clear that in a religion where man accepts this type of status for himself, the question of human dignity and honour does never arise. There, if it is asserted "do not tell a lie; speak-the-truth", will this unravel the mysteries of the universe and solve the human problems ?

Relationship in Christianity:

Leaving this aside, now come to the other side where the material things, their adornment and comfort is thought to be most detestable and abominable; and where the mystery of human salvation is only through the renunciation of the world and its vanities; through the relinquishment of desires and the abandonment of pleasures. The farther one moves form the worldly affairs, the nearer one gets to the Deity. The teaching of asceticism and monasticism was the sine qua non of Christianity. Saint *Benedict*, transforming it into an organized institution, produced throngs of monks and nuns. As such in his Theological Dictionary *Bucks* writes about the Monasticism in Egypt " In a short span of time, the whole East was filled with groups of the slothful people who, setting aside the worldly affairs adopted a life of pain, distress, misery and anguish so as to be close to God and the Divine environs.

It brought the same result as this type of life ought to bring. In this connection *Bucks* writes: "But after some time their lasciviousness became proverbial. Besides, they started inciting riots and insurrections by exploiting the people at various places."

A whole world was getting sick with these ascetics.

> The clinging beggars were seen roaming in every street in the garb of hermits. All kind of vagrancy and cheating was their habit. These people used to commit the incidences of havoc pillage under the veil of religious fanaticism.
>
> (Progress of Religions Concepts. Vol. 3, P.240)

The people not committing such evil activities had strange mode of life as well. The condition of great saints among Christians was such that some swore not to take a bath in their whole life; Some stood in marsh through their life; some saw

the secret of spiritual development in fortifying in the enclosure of ordure; some li down life long in a dark closet. This was all the result of self-abnegation and se renunciation in Christianity.

According To The Holy Quran:

The Holy Quran was revealed and it made this very clear to man that you position in the universe is far above the forces of nature. We (God) have well strun this all in the chains of law so that you may put them to your use. "God is the on Who has subordinated to you whatever is there in the heights of the heavens and th depths of the earth" (Al-Quran 45/13). It told the man that the position of man is tha all the *Malaika* (forces of nature) be subservient to him and the position of a *Momin* is that he, by conquering these forces should utilize them for the benefits of the humanity. In the concrete universe, God alone enjoys the status over and above tha of the man in concurrence of whose laws man ought to lead his life. Besides Him nothing is superior to man. All the articles of worldly adornment and comfort have been created for man; no one can declare these things abominable and forbidden for him. "Ask them who is he who can forbid the adornments and pleasant subsistence (*rizq*) which God has created for man?(Al-Quran 7/32).

This status of the man and the relationship of the man with the universe--- You will never find anywhere else in the domain of religions; there will either be bowing to or fleeing from the phenomena of nature. Conquering them for the benefit of the human being is only found in the Holy Quran.

Remember, when the Holy Quran ordain obedience to the laws of God, these (laws) include both the physical and the moral laws. Obeying the physical laws enables us to conquer the forces of nature (we obey nature to command it) and obeying the moral laws integrates our personality. In both these cases, obeying the laws promotes and augments our own power. Amassed from the compulsion is the choice.

4. Mutual Relationship of Man With Man.

In Hinduism:

After the relationship of man with the universe, we are faced with the question of relationship of man with man. Hinduism decided that the *Brahmans* were born from the head of Brahma, the *khashataris* from the arms, the *vaish* from

...s legs, and the *shoodra* from his feet. This is the eternal division which can neither ... overthrown from the system of the world, nor can man's own endeavours ...hange it. The *shoodra* shall have to be untouchable all his life. His duty is to serve ...e Hindus, of the highest class. The child born to the Brahman family enjoy the ...ighest ranks and privileges from birth to death . The scope of his privileges ...according to *Rig veda* and *Athar Veda*) is:

> "If a woman has 10 non-*brahman* husbands before but if a *Brahaman* holds her hand, then he will be considered to be her husband alone because *Brahaman* is the proprietor and husband of the females. not the *Khashatari* or the *vaish.*
>
> (*Me'raj-e-Insaniyyat* P.01)

This was the division of the human inhabiting within India. The others residing out of India were not even considered human; they were simply taken to be insects. Please think of a religion which shackles its own followers with unbreakable fetters of such class division and labels those outside its fold as the most abominable and despicable; can the proselytization of 'do not tell a lie and do not steal' bring any moral reformation?

In Judaism:

Among the Jews, the religion was confined to the race of *Bani-Israel.* The one who is not born to the *BaniIsrael*, can never be admitted to their Divine Religion. The Paradise was strictly particularized for *BaniIsrael;* all the *non-Bani Israel* are the fuel of the Hell. They were fumed with the emotions of hatred and enmity against the people outside their race; and this was all the consequence of the teachings of the (conventional) *Torah*. They had one set of laws for the *jews* and another for the *non-Bani Israel.*

In Christianity:

It is generally accepted about the Christianity that it constitutes an eternal religion for the whole mankind. It makes no discrimination between man and man. This is not the teaching of Christianity, it is a later political-expediency oriented concept. That is why in the present day Bible (Which remains in the process of change off and on), it is still found written that when the Jesus sent his followers for proselytization, he ordered them not to go to the other nations, not to enter into any of the cities of *Samrees* but go to the lost sheeps of the house of Israel.

(Mathew, Cahpter 10, Verses 5-

Do not give the consecrated to the dogs; and do not lay your pearls before the pigs.

(Mathew, Chapter 7,verse

The anathema of 'extreme nationalism' that you find in Europe unconsciously the end-product of this teaching. They confined the religion to th four walls of the church but the effects of the teaching of their race-worship ar still existent in their subconscious with the same intensity. They can never think the concept of universal mankind. That is why the moral principles they hold fo their own nation are different from those they hold for others nations. It is ju like the Romans whose law about stealing was: 'Stealing from a Roman is a crim and stealing from a non-Roman is not !

According To The Holy Quran:

The Holy Quran on its revelation, smashed these man-made fetters an declared openly that the humans of the whole Universe are the branches of th same genealogy and the foliage of the same tree. By birth, there is no discriminatio between man and man. "God has created all of you from a single life cell". .(Al Quran 4/1) Therefore, the whole mankind constitutes a Universal brotherhood "The whole mankind is one community"; (Al-Quran 10/19) and every human bein is worthy of equal respect by birth. "We have created all human beings worthy o respect" (Al-Quran 17/70) There is no superiority of the black to the white; of th white to the black; of the Arab to the Non-Arab; of the Non-Arab to the Arab. In th world, there is neither any *Brahmin*, nor any *shoodra*; neither the superior, nor th inferior. So for as are their ranks in the society, the measure of greatness is thei personal virtue and meritorious deeds. "And to all will be (assigned) rank according to their deeds." (Al-Quran 46/19) and the most worthy of all will be the one whose conduct will be the most pure of all and whose character, the highest o all. "The God of the Holy Quran is equally the Sustainer, the Authority and the Allah of the whole humanity" (Al-Quran 49/13) and " His book is a compendium o instructions for all" (Al-Quran 45/21); His *Rasool* equally the Messenger for th whole humanity . "Say. O mankind, I am Allah's *Rasool* sent to all of you." (Al Quran 7/158) The essence of its teaching is: "Only that action or theory, which i beneficial to the whole of humanity without any discrimination of colour rac language,country,creed and nationality, shall endure in the land (Al-Quran 13/17)

As said earlier the Western concept of life gave the principle of "the surviv

f the fittest" i.e. Only that which is the strongest can endure. On the contrary, the Holy Quran puts forth the principle, "the survival of the most beneficial" i.e. only that which is most beneficial to the humanity can survive. Did you consider how the various aspect of human life undergo transformation by just changing the concept of life and how life-inspiring and balance-augmenting changes occur in the world of humanity? This is the only concept of life by which man can understand fully the "Why" of his strivings for the well-being of others. To gain immortality is the very desire of every human being, no one likes to die, he wants to live for ever. The Holy Quran says that if you want to live for ever, the only way is that you do the deeds which are most beneficial for the mankind; giving preference to others over your own self if their needs are more demanding than yours(Al-Quran 59/9) and doing all this without any thought of personal gain. It says: "When the *Momineen* perform the act of procuring supplies for the nourishment/development of others they make it very clear to them that: "We do not desire any reward form you, not even the gratitude instead thereof." (Al-Quran 76/9)

Just think over it, with this concept of life in view how the moral values constitute an integral part of life!

The practical consequences of the concept of human equality is that it forms a society, wherein, leaving aside someone becoming slave to others, no one even becomes subservient to any one else---nor a dependent on any one else. This establishes a system in which all the people while remaining within the limits of the laws of God decide the affairs of their life by mutual consultation (Al-Quran 42/38)

The Quranic Order:

This provides a guarantee to every individual that "We are responsible for (providing) your subsistence and the subsistence of your children." (Al-Quran 6/152) Please, solicit! Is there any need of telling a lie or stealing or being corrupt in this order? The moral values automatically become operative in it. No one holds the Divine rights in this Order: neither the religious priest-hood, nor the autocrats, or the capitalists. There is absolutely no concept of any such system in any of the religions of the world.

Finality of Nabuwwat:

With the concept of 'Order', the Holy Quran has declared another sublime reality which is the greatest revolution in the world of religions. It expounded that the unchangeable principles required for the guidance of the mankind have been

t the fittest" i.e. Only that which is the strongest can endure. On the contrary, the Holy Quran puts forth the principle, "the survival of the most beneficial" i.e. only that which is most beneficial to the humanity can survive. Did you consider how the various aspect of human life undergo transformation by just changing the concept of life and how life-inspiring and balance-augmenting changes occur in the world of humanity? This is the only concept of life by which man can understand fully the "Why" of his strivings for the well-being of others. To gain immortality is the very desire of every human being, no one likes to die, he wants to live for ever. The Holy Quran says that if you want to live for ever, the only way is that you do the deeds which are most beneficial for the mankind; giving preference to others over your own self if their needs are more demanding than yours(Al-Quran 59/9) and doing all this without any thought of personal gain. It says: "When the *Momineen* perform the act of procuring supplies for the nourishment/development of others they make it very clear to them that: "We do not desire any reward form you, not even the gratitude instead thereof." (Al-Quran 76/9)

Just think over it, with this concept of life in view how the moral values constitute an integral part of life!

The practical consequences of the concept of human equality is that it forms a society, wherein, leaving aside someone becoming slave to others, no one even becomes subservient to any one else---nor a dependent on any one else. This establishes a system in which all the people while remaining within the limits of the laws of God decide the affairs of their life by mutual consultation (Al-Quran 42/38)

The Quranic Order:

This provides a guarantee to every individual that "We are responsible for (providing) your subsistence and the subsistence of your children." (Al-Quran 6/152) Please, solicit! Is there any need of telling a lie or stealing or being corrupt in this order? The moral values automatically become operative in it. No one holds the Divine rights in this Order: neither the religious priest-hood, nor the autocrats, or the capitalists. There is absolutely no concept of any such system in any of the religions of the world.

Finality of Nabuwwat:

With the concept of 'Order', the Holy Quran has declared another sublime reality which is the greatest revolution in the world of religions. It expounded that the unchangeable principles required for the guidance of the mankind have been

given in the Holy Quran and the system of their safe-guard has also been provided. Within the purview of these principles, the coming generations will solve their problems keeping themselves in line with the exigencies of their time, so there is no need of any more *Nabi*(the Divine Message). Hence the chapter of *Nabuwwat* is closed. Did you observe how the End of *Nabuwwat* was the announcement of a grand revolution in the world of religions! Along with it, this reality was also announced that having passed through its infantile period, the human mind has now attained nous. The man is no more an infantile, it has grown up to be an adult, therefore, it needs no one to lap it up any more. He would have now, to get up and move forward and onward on his own. You must have seen how this creates self confidence in man and how he becomes able to traverse his path with dignity in the world.

Every religion of the world is waiting for the arrival of some one who, on his coming, will make his religion prevail over others. Refuting this concept, the Holy Quran made it clear that the Order of life We have bestowed is capable of prevailing over all the systems of life.(Al-Quran 9/33) All you have to do is, practically implement this 'Order', it will overcome all the man-made systems of life; no other system will be able to stand against this Order.

The Holy Quran while laying stress upon the moral values enjoins strictly to establish this Order of life in which these values automatically prevail.

5. The Ultimate Goal Of Human Life (Salvation)

After this, come to the question which is the last word in this deliberation: What is the purpose and climax of all the exertion and struggle of human life? This is a very significant and fundamental question and will automatically clear up a great number of aspects.

[Please wait until next issue – Editor]

DARS-E-QURAN (ABROAD)

(Recorded Lectures of Allama Parwez (r)

BOOKS AND MAGAZINE TOLU-E-ISLAM ARE ALSO AVAILABLE AT THE FOLLOWING PLACES.

1. **CANADA** — First Sun, 11AM
   627 The West Mall
   Suite 1505 Etobicoke, ONT M9C 4W9
   (416) 245-5322 Or 620-4471

2. **DENMARK** — Last Sat, 1900 Hrs
   Mr. M.Afzal Khilji,
   Gammel Kongevej 47,3.th., 1610 Kobenhavn V

   Kuwait — Friday, 9:30 AM
   Flat No. 6, Floor No. 3
   Taher Bu Hamad Building Oppsite Al-Othman Mosque,
   Hawally, Kuwait

4. **NORWAY** — 1st Sun, 4.PM
   Galgeberg, 4th floor

   Trosvik Snippen.3 — Sunday, 12.PM
   1610. Fredrikstad

5. **UNITED KINGDIM**
   (i) Birmingham — Sunday, 3PM
   229 Alum Rock Road

   (ii) London — 1st Sun, 2:30PM
   76 Park Road Ilford Essex
   Phone 081-553-1896

   (iii) Yardley — Last Sun, 2PM
   633 Church Road, Yardley, Birmingham
   B33 8HA (Phone 021-628-3718)

   (iv) Essex — 2nd Sun, 3PM
   50 Arlington Road, Southend-on-Sea
   ESSEX SS2 4UW, Phone 0702-618819

   (v) Yorkshire — 1st Sun, 3PM
   Cardigan Community Centre
   145-49 Cardigan Road LEEDS-6
   Contact M. Afzal Phone 0532-306140

Dars-e-Quran — Time under consideration
Oslo (NORWAY)TV

Discover the wide world of Islamic literature

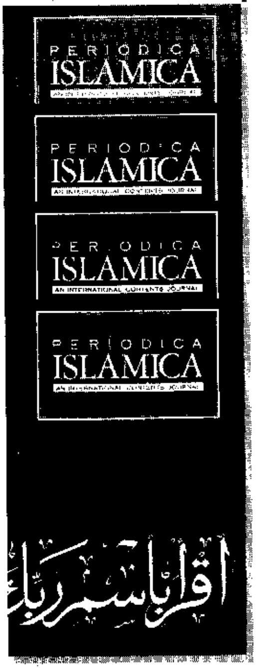

The journal is produced to a very high standard, and should be a very useful source for all libraries and information users concerned with Islamic issues.
Information Development (London), Volume 7, Number 4, pages 241-242

This journal is doing a singular service to the cause of the publicity of periodical literature on Islamic culture and civilization in all its diverse aspects. Every scholar of Islamic Studies should feel indebted to you for this service.
PROFESSOR S.M. RAZAULLAH ANSARI
President, International Union of History and Philosophy of Science (IUHPS)
Commission for Science and Technology in Islamic Civilization, New Delhi, India

(Periodica Islamica is) an invaluable guide...
PROFESSOR BILL KATZ
Library Journal (New York), Volume 118, Number 21, page 184

Periodica Islamica *is a most valuable addition to our reference collection.*
PROFESSOR WOLFGANG BEHN
Union Catalogue of Islamic Publications, Staatsbibliothek Preussischer Kulturbesitz
Berlin, Germany

It is recommended for all research libraries and scholars of the Islamic viewpoint.
DR. RICHARD R. CENTING
MultiCultural Review (Westport, Connecticut), Volume 2, Number 1, page 40

You should be congratulated on Periodica Islamica *which should prove to be a valuable journal to persons interested in Islam and the entire Muslim World.*
AMBASSADOR (RTD.) CHRISTOPHER VAN HOLLEN
The Middle East Institute, Washington DC, USA

Periodica Islamica is an international contents journal. In its quarterly issues it reproduces tables of contents from a wide variety of serials, periodicals and other recurring publications worldwide. These primary publications are selected for indexing by ***Periodica Islamica*** on the basis of their significance for religious, cultural, socioeconomic and political affairs of the Muslim world.

Periodica Islamica is the premiere source of reference for all multi-disciplinary discourses on the world of Islam. Browsing through an issue of ***Periodica Islamica*** is like visiting your library 100 times over. Four times a year, in a highly compact format, it delivers indispensable information on a broad spectrum of disciplines explicitly or implicitly related to Islamic issues.

If you want to know the Muslim world better, you need to know ***Periodica Islamica*** better.

Founding Editor-in-Chief ❑ Dr. Munawar A. Anees
Consulting Editor ❑ Zafar Abbas Malik
***Periodica Islamica*, 31 Jalan Riong**
Kuala Lumpur-59100, Malaysia

America Online • dranees
CompuServe • dranees
Delphi • drmanees
InterNet • dranees@klcyber.pc.my
URL • http://www.ummah.org.uk/dranees/periodica/

PERIODICA
ISLAMICA

Subscription Order Form

Annual Subscription Rates

❑ Individual US$40.00 ❑ Institution US$249.00

Name________________

Address________________

City, State, Code__________ **Country**__________

❑ Bank draft ❑ ❑❑❑❑-❑❑❑❑-❑❑❑❑-❑❑❑❑

❑ coupons ❑

❑ Money order ❑

Expiration date__________

Signature__________

BY PHONE — To place your order immediately telephone (+60-3) 282-5286

BY FAX — To fax your order complete this order form and send to (+60-3) 282-8489

BY MAIL — Mail this completed order form to ***Periodica Islamica***

SUBSCRIBERS IN MALAYSIA MAY PAY AN EQUIVALENT AMOUNT IN RINGGIT (M$) AT THE PREVAILING EXCHANGE RATE

Subscribe Now! Subscribe Now! Subscribe Now! Subscribe Now!

The Turkish ambassador addresses the audience as Ubeidur Rehman looks on.

Tolu-e-Islam honours Turkish ambassador

Bazam Tolu-e-Islam Kuwait hosted a reception in honour of Turkish Ambassador to Kuwait Ahmed Ertay at the Iqbal Auditorium of Pakistan English School and College Jleeb Shuyoukh on Thursday.

A number of prominent Pakistanis, First Secretary at the Embassy of Pakistan Ghulam Rasool Balouch and Counsel Attache Abdul Rab attended the reception.

Turkish Ambassador Ahmed Ertay briefed the audience about the fundamentals of the Turkish republic, goals and principles of Turkish foreign policy and highlighted the pillars of Turkey's internal and external policies.

He hailed the Pak-Turkey bilateral relations and hoped that these bonds would be cemented in the coming days.

The ambassador said that Turkey, according to the teaching and guidance of Kamal Ataturk, believes in peaceful co-existence and non-interference in any other country's internal affairs. That's why Ankara has cordial relations with the Balkan countries, Europe, Middle East, Asia and Central Asia.

Ambassador Ertay said that Turkey is a very active member of almost all Islamic organisations including OIC and at the same time is the full member of Nato and council for defence of Europe.

He added that Turkey accords special importance to relations with Islamic countries and has played an active and effective role in settling its disputes and always supported all Islamic causes.

Earlier, the representative of the Bazam Ubeidur Rehman Arian welcomed the guest and briefed the audience about the Bazam which, he said, aims to spread knowledge.

Ubeidur Rahman Arian also talked about the brotherly relations between Pakistan and Turkey.

Bashir Abid, a scholar in Islamic studies read out an article with quotes from the Holy Quran and hadiths of the Prophet (PBUH).

Ubeidur Rehman thanked the chief guest and audience and presented a set of books published by the Bazam to the Turkish ambassador.

ARAB TIMES, SUNDAY, MARCH 30, 1997